Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

(1) Composing some pages of the upcoming Novels

(2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: **www.1001Fun.com**

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com
www.PakStudy.com
www.UrduArticles.com
www.UrduCL.com
www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس **(2010)** تک ایک ہزار ایک **(1,001)** مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴾1﴿ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴾2﴿ یہ ناول اپنے پچاس **(50)** دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴾2﴿ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

wwww.1001Fun.com

.productionproactivesthe:by

لڑکیوں کا جزیرہ

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

سمندر کا پھوڑا۔۔۔آج بقعہ نور بنا ہوا تھا۔۔۔لیکن اب وہ سمندر کا پھوڑا نہیں کہلاتا تھا ۔اس کے مختلف نام تھے۔نو جوانوں میں وہ لڑکیوں کے جزیرے کے نام سے مشہور تھا ویسے سرکاری کاغزات پر وہ سمندر کا پھوڑا ہی لکھا جاتا تھا۔ انگریزوں نے اسے یہی نام دیا تھا وہ بندرگاہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ ء سے پہلے اس کا نام سمندر کا پھوڑا ابھی نہیں تھا۔ اس وقت شاید اس کا کوئی نام ہی نہیں تھا۔۔ ہوسکتا ہے کہ ویران جزیرے کے نام سے اسے یاد کیا جاتا ہو۔ ء میں انگریزوں نے اس پر بحری فوج کی ایک چھوٹی سی چوکی قائم کی اور وہ جزیرہ آہستہ آباد ہو گیا۔ پھر ٹھیک دس سال بعد ء میں ایک رات وہ یک بیک تہ نشین ہو گیا۔ بہت تھوڑی آدمی اپنی جانیں بچا سکے۔۔لیکن اس میں ان کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔سینکڑوں لاشیں بڑی بڑی لہروں کے ساتھ شہری ساحل سے آ لگیں تھیں ان لاشوں میں کچھ بیہوش آدمی بھی تھے۔ جن کی جانیں بروقت طبی امداد کی بناء پر بچ گی تھیں اس جزیرے پر اٹھارویں صدی کی سب سے بڑی ٹریجڈی تھی اس کا ماتم عرصے تک ہوتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ لوگ بھول ہی گئے کہ وہاں کبھی کوی جزیرہ بھی تھا۔۔۔

میں جزیرہ پھر سمندر کی سطح پر ابھر آیا تھا۔۔۔لیکن چونکہ اس سے بڑی تلخ یادیں وابستہ تھیں ۔اس لیے اس کی طرف دھیان نہ دیا گیا۔ اور وہ اسی طرح ویران پڑا رہا اور سرکاری طور پر اس کو سمندر کے پھوڑے کے نام سے یاد کیا جاتا رہا۔

بارہ پندرہ سال بعد اس کی ہیئت ہی بدل گی ۔ پہلے وہ ریت کا ایک بہت بڑا تودہ معلوم ہوتا تھا اب اس پر ہریالی نظر آنے لگی تھی ۔ ۔ خاصی زرخیز زمین معلوم ہوتی تھی لیکن وہ ویران ہی رہا۔۔۔اکثر ماہی گیر وہاں شب بسری کر لیا کرتے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ وہ ایک تفریح گاہ میں تبدیل ہوتا گیا لوگ وہاں پکنک کے لیے جانے لگے۔

پھر ایک بار دوسری جنگ عظیم کے دوران میں وہاں ریڈ کراس چیرٹی فنڈز کے سلسلے میں کچھ تقریبات منعقد کی گیں ۔ ۔ ۔اسی دن سے سمندر کا پھوڑا ایک بہترین تفریح گاہ قرار دے دیا گیا۔ شہر کی سلانہ قومی نمایش کے لیے اسے منتخب کر لیا گیا لہزا آج بھی وہ جزیرہ روشنیوں کا جنگل معلوم ہو رہا تھا۔ ۔ ۔شہر سے یہاں تک بیشمار لانچیں اور بادبانی کشتیاں چل رہی تھیں ۔ پہلے پہل تو نمایش کے منتظمین کے درمیان کچھ اختلاف رائے ہو گیا تھا۔ ۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ یہاں اس ویرانے میں تجارتی نقطہ نگاہ سے نقصان ہی ہوگا ۔مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا کیونکہ پہلے ہی دن وہاں اتنا اژدھام ہو گیا کہ منتظمین کے ہاتھ پیر پھول گے

صدہا سال کے ویران جزیرے پر رنگ و نور کا طوفان سا آ گیا تھا شاید ہی کوی ایسا

درخت باقی رہا ہوجس پر رنگین برقی قمقمے نظر نہ آتے ہوں۔ مایکروفون فضاء میں موسیقی نشر کر رہا تھا اور زمین پر حسن کی مورتیں متحرک نظر آ رہی تھیں اور یہ اس وقت سچ مچ لڑکیوں کا جزیرہ معلوم ہو رہا تھا۔ تماشایوں کا انہماک اتنا بڑھا ہوا تھا جیسے انہیں یہ رات یہیں گزارنی ہو کوئی بھی جلدی میں نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

آج نمائش کا پہلا دن تھا۔۔۔ مگر عمران وہاں تفریح کی غرض سے نہیں گیا تھا۔ ان دنوں اس کے پاس ایک کیس تھا حالانکہ کیس کی نوعیت ایسی نہیں تھی جس کا تعلق ایکسٹو اور اس کے محکمے سے ہوتا مگر عمران اس میں دلچسپی لے رہا تھا یہ ایک گمنام لڑکی کے قتل کا کیس تھا جس کی لاش شہر کی ایک سڑک پر پای گی تھی۔۔۔ لڑکی گمنام ہی ثابت ہوی تھی کیونکہ اس کی لاش کی شناخت نہیں ہو سکی تھی مگر کیس پراسرار تھا۔

پراسرار یوں کہ جس شام کو شہر کے ایک بڑے آدمی کے مینیجر کی لڑکی کے اغواء کی رپورٹ درج کرای گی اس رات کو لاش بھی ملی مغویہ لڑکی کے حلیہ شناخت میں ایک زخم بھی شامل تھا جس پر پٹی بندھی ہوی تھی۔

لاش کے داہنے پیر پر بھی ویسی ہی پٹی پای گی تھی۔۔۔ سینے میں خنجر کا زخم تھا۔۔۔ چہرے کی شناخت مشکل تھی کیونکہ وہ کسی ٹرک یا کار کے پہیوں کے نیچے کر بری طرح کچلا گیا تھا لیکن

لیکن اس کے جسم پر بھی ویسا ہی لباس تھا جو مغویہ لڑکی کے جسم پر بیان کیا جاتا تھا۔

اس کے باپ نے لاش شناخت کر لی لیکن ماں نے تسلیم نہیں کیا کہ یہ اس کی لڑکی ہی ہے ۔ اس نے محکمہ سرواغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کو اپنی لڑکی رابعہ کی ایک خاص پہچان بتای تھی ۔ جو اس کے باپ کو بھی معلوم نہیں تھی ۔۔۔ پھر کیپٹن فیاض بھی مطمین ہو گیا کہ یہ مغویہ لڑکی کی لاش نہیں ہے ۔ اب کیپٹن فیاض نے اس کے باپ کو پکڑا جو اسے مغویہ ہی کی لاش سمجھنے پر مصر تھا ۔ بڑی تکودو کے بعد باپ رو پڑا اور اس نے بتایا کہ اسے بھی یقین نہیں ہے کہ یہ اس کی لڑکی کی لاش ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ بات وہیں ختم ہو جاے بدنامی کے اس دھبے کو وہ مٹا ڈالے

پھر وہ لاش کس کی تھی اور اسے مغویہ لڑکی ثابت کرنے کی کوشش کیوں کی گی تھی یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا کیپٹن فیاض مغویہ کے باپ سے کچھ پوچھ گچھ نہ کر سکا

عمران اس کیس میں دلچسپی لے رہا تھا اور حقیقتاً یہ الجھاوا ہی اس کی دلچسپی کا باعث ہو سکتا تھا۔ اگر کوی سیدھا سادا قتل کا کیس ہوتا تو وہ شاید اس کی طرف توجہ بھی نہ دیتا کیونکہ اس کی اس تفتیش کا اس کے فرائض سے کوی تعلق نہیں تھا۔۔۔

وہ یہاں اس لیے آیا تھا کہ کم سے کم مغویہ کے باپ پر ہی ایک نظر ڈال لے۔۔۔ یہاں

اس سے گفتگو کرنے کا موقع بھی مل سکتا تھا کیونکہ وہ بھی نمائش کے منتظمین میں سے تھا۔ مگر یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ وہ نہ مل سکا عمران کو اتنا معلوم ہوا کہ وہ کچھ دیر قبل یہاں موجود تھا لیکن کسی ضرورت کے تحت واپس چلا گیا۔

عمران منتظمین کے آفس سے نکل کر ایک جگمگاتی ہوئی روش پر آ گیا یہاں پر جگہ جگہ پودوں کی قطاروں کے درمیان روشیں بنائی گئی تھیں عمران اس طرح پلکیں جھپکا کر اپنے ہاتھ نچائے جیسے وہ سچ مچ کوئی الو ہو اور اسے روشنی کے اس طوفان میں کوئی زبردستی چھوڑ گیا ہو۔ اسے اس وقت قس قسم کی ایکٹنگ کی ضرورت نہیں تھی مگر عمران عاداتا سچ مچ احمق ہوتا جا رہا تھا۔

عورتوں اور مردوں کے غول اس کے قریب سے گزر رہے تھے۔۔ اور عمران کے چہرے پر برسنے والی حماقت کچھ اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اسے دوسری طرف جانے کے لیئے تقریبا تین منٹ تک کھڑے رہنا پڑا۔۔ کیونکہ ابھی تک اس روش پر سے گزرنے والوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں دکھائی دیا تھا جس سے گزر کر وہ دوسری روش تک پہنچ سکتا۔ اچانک دو لڑکیاں اس کی طرف مڑیں اور دفتر والی روش پر آ گئیں۔۔۔ عمران سمجھا تھا کہ وہ اس کے قریب سے گزر کر شاید آفس میں جائیں گی لیکن وہ دونوں اس کے سامنے رک گئیں۔

کیوں یہی حضرت تھے؟ ایک نے دوسری سے کہا۔

شاید یہی تھے دوسری بولی۔

نہیں سو فیصد یہی تھے

ہائیں؟ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ میں تھا نہیں بلکہ ہوں۔

تم نے پچھلے سال مجھے گالی دی تھی۔ پہلی لڑکی بولی۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ میرے بڑے بھائی صاحب ہوں گے میرے ہی جیسی صورت شکل والے ہیں۔۔۔ خیر اب آپ کیا چاہتی ہیں۔ بات تو سال بھر پہلے کی ہے۔

کہیں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی۔ جواب ملا۔ کیفے رونیک میں۔۔۔ کیوں؟

اس نے دوسری لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ سر ہلا کر بولی۔ ٹھیک ہے۔

ٹھیک ہے تو چلیئے۔ عمران لاپروائی سے بولا۔

نہیں انہوں نے گالی نہیں دی ہوگی دوسری نے پہلی سے کہا۔

یہ تو بڑے اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

جی ہاں مجھے تو گالی آتی ہی نہیں۔۔۔صرف ایک جانتا ہوں وہ کیا ہے حرازمادہ۔۔۔ہمارزادہ۔۔ارر۔۔یہ بھی بھول گیا۔۔کیا کہتے ہیں اسے۔۔۔لاحول ولا۔۔نہیں یاد آئے گا۔۔۔حرادمازہ۔۔عمران کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی تھی۔۔۔الجھن کے آثار تھے بالکل ایسے ہی جیسے یاداشت پر زور دیتے وقت پیدا ہو جاتے ہیں۔۔۔لڑکیوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر بے ساختہ مسکرا پڑیں۔ ا نکھوں آنکھوں میں کچھ اشارے ہوئے اور پہلی بولی۔

تو چلیے نا وہیں گفتگو ہوگی۔

عمران چل پڑا۔ اس کی چال بھی بڑی بے ڈھنگی نظر آرہی تھی۔۔۔لیکن اب لڑکیاں بھی ہستہ ہوگئیں تھیں۔۔وہ کیفے رونیک میں آئے۔۔نمائش میں شاید یہی سب سے اچھا کیفے تھا۔۔ورنہ وہ لڑکیاں اسی کا نام کیوں لیتیں۔

یہاں تین یا چار میزیں خالی تھیں۔۔لڑکیوں نے ایک منتخب کر لی۔۔۔جیسے ہی وہ بیٹھے ایک ویٹر سر پر مسلط ہوگیا۔

کیا لاؤں؟ ویٹر نے جھک کر نہایت ادب سے پوچھا۔

لڑکیاں عمران کی طرف دیکھنے لگیں اور عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا تت۔۔تین گلاس پھنڈا اٹانی۔

جی صاحب؟

ٹھنڈا پانی۔۔۔

او۔۔نو۔۔۔نو۔ ایک لڑکی ہنستی ہوۂ دہری ہوگئی۔ گرلڈ چکن تین پلیٹ۔۔۔تین کپ کافی۔۔۔جاؤ۔

اب عمران کے چہرے کی حماقت انگیز سنجیدگی میں بوکھلاہٹ بھی شامل ہوگئی تھی

کیوں ڈیئر ۔۔۔تم پریشان کیوں ہو؟ ایک لڑکی نے عمران کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑی محبت سے کہا۔ اور عمران اس طرح اپنا ہاتھ کھینچ کر شرما گیا جیسے کسی کنواری لڑکی سے اس کے ہونے والے شوہر کا نام پوچھ لیا گیا ہو۔

تم مجھے بڑے اچھے لگتے ہو دوسری نے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

میں گھر۔۔۔جاؤں گا عمران پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ اور اس کی کرسی الٹ گئی۔

وہ بھی کرسی ہی پر تھا۔ پھر وہ کیوں نہ الٹتا بہیترے لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے کچھ ہنسنے لگے، لڑکیاں سناٹے میں آ گئیں جب عمران پڑا ہی رہا تو وہ بھی اٹھ کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ عمران آنکھیں بند کیئے گہری گہری سانس لے رہا تھا۔

انور بھائی۔۔ انور بھائی ایک لڑکی نے عمرانکو جھنجھوڑ کر ہانک لاگئی مگر عمران میں تب بھی کوئی حرکت نہ ہوئی۔

کیا ہوا۔۔؟ کسی نے پوچھا۔

بیہوش ہو گئے ہیں۔ دوسری لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

پہلی لڑکی عمران کے کوٹ کے بٹن کھولنے لگی اور عمران نے محسوس کیا کہ اس کا پرس اندرونی جیب سے اوپر کی طرف کھسک رہا ہے لیکن وہ دم مارے پڑا ہی رہا۔ پرس اسی لڑکی نے اس کی جیب سے کھسکایا تھا جس نے روش پر اسے چھیڑا تھا۔۔ عمران نے اسے بھی محسوس کر لیا کیونکہ وہی اس کے کپڑوں کو چھیڑ رہی تھی مگر اب بھی اسی طرح پڑے رہنا دانشمندی سے بعید تھا۔

عمران کو ہاش آ گیا۔ وہ دوتین بار ہولے ہولے کراہا پھر اٹھ بیٹھا۔ اس کے گرد کافی بھیڑ

اکٹھی ہوگئی تھی۔ لوگ بیہوشی کی وجہ پوچھنے لگے اور عمران کسی گھبرائے ہوئے بچے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ باہر۔

لڑکیوں نے اس کے دونوں بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ چلیئے چلیئے۔ عمران لڑکھڑاتا ہوا باہر آیا۔۔۔ اس کے پیچھے شور ہو رہا تھا۔ لوگ ہنس رہے تھے۔ قہقہے لگا رہے تھے۔۔ کبھی کبھی کوئی فقرہ بھی کس دیتا۔۔۔ بہرحال لوگوں کا خیال تھا کہ وہ پٹے ہوئے ہیں۔

آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ ایک لڑکی نے پوچھا۔

پتہ نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔ مجھے گھر پہنچا دیجئے۔ عمران گھگھیایا۔

کیوں اب گھر بھی پہنچا دیں واہ یہ ایک ہی رہی۔

خدا کے لیئے۔۔۔ ورنہ میں لانچ سے سمندر میں گر کر۔۔۔ ارے باپ رے

ایسا محسوس ہوا جیسے عمران سچ مچ سمندر میں گر کر ڈوب رہا ہو۔ وہ دونوں بے تحاشہ ہنسنے لگیں ان میں ایک جس نے پرس اڑایا تھا کھسک جانے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی۔

یہ دورہ جب بھی پڑتا ہے ایک ایک گھنٹے کے بعد پڑتا ہی چلا جاتا ہے۔۔ خدا کے لیئے

مجھے گھر پہنچا دیجیئے۔ جو معاوضہ چاہیئے لے لیجئے گا ہزار دو ہزار۔۔۔ پانچ

ہائیں ہائیں کیوں الو بناتے ہو۔

میں کوئی مفلس آدمی نہیں ہوں۔ ایک بہت بڑی عمارت میں تنہا رہتا ہوں۔ لاکھوں کا مالک ہوں۔

دوسرے گھر والے۔۔۔؟

سب اللہ کو پیارے۔۔۔ ہوگئے ایک دن میں بھی مر جاؤں گا۔

نہیں تم زندہ رہو گے ڈارلنگ۔۔۔ دوسری اس کا بازو تھپتھپا کو بولی۔

کیا۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔ میں کیا سن رہا ہوں۔۔۔ دارلنگ۔ عمران لفظ دارلنگ اس طرح بار بار لے لے کر دہراتا رہا جیسے یہ لفظ زندگی میں پہلی بار اس کے لیئے استعمال کیا گیا ہو۔ وہ ایک طویل سانس لے کر گلوگیر واز میں بولا۔ تم لوگ بڑی اچھی ہو مجھے آج تک کسی نے بھی ڈارلنگ نہیں کہا۔۔ بچپن میں میرے ماں باپ بالکل مر گئے تھے۔۔۔ بالکل کیا مر گئے تھے۔ پھر آج تک کسی نے بھی مجھ سے پیار سے باتیں نہیں کیں

لڑکیوں نے ایک دوسری کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر وہ لڑکی بولی جس نے اس کا پرس اڑایا تھا۔

یہ تمہیں گھر پہنچا دے گی۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے۔

نہیں تم بھی چلو۔ ورنہ میں یہیں کسی پتھر سے اپنا سر ٹکرا دوں گا۔

عمران نے کچھ اس طرح غل غپاڑہ مچانے کے انداز ظاہر کیئے کہ دونوں لڑکیاں بوکھلا گئیں۔

اچھا اچھا۔۔۔ چپ رہو۔۔۔ ہم چلتے ہیں۔۔ تمہارے پاس کار ہے پرس ارانے والی نے پوچھا۔

ایک نہیں تین ہیں۔

تم صبح ہمیں کار سے شاداب نگر بجھوا دو گے؟

بالکل بالکل۔۔۔ دونوں کو الگ الگ کاروں سے۔۔۔ پروا نہ کرو عمران سر ہلا کر بولا۔ پھر وہ لڑکیاں اس کو چھیڑنے لگیں اور عمران شرماتا اور لجاتا ہوا نمائش کے احاطے سے باہر نکل آیا۔

اب وہ لوگ ساحل کی طرف جا رہے تھے۔ جو ایک فرلانگ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا یہاں بھی کافی بھیڑ تھی۔ خصوصا اس حصے میں جہاں لانچ رکتے تھے انہیں بدقت تمام ایک لانچ میں جگہ ملی۔

ساحل سے کافی دور نکل جانے کے بعد عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ پرس اڑانے والی اس سے کچھ دور کھسک گئی پھر اس نے اسے ہنستے دیکھا۔

کیا بات ہے؟ پرس اڑانے والی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ وہ اسے اس طرح ہنستے دیکھ کر کچھ خوفزدہ سی ہو گئی تھی۔

جیب صاف ہو گئی۔ عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔

کیا۔ دوسری لڑکی متحیرانہ لہجے میں بولی۔ اور آپ اس طرح ہنس رہے ہیں؟

ارے کیوں نہ ہنسوں گرہ کٹ بھی تو سر پیٹ پیٹ کر رو یا ہو گا۔

کیوں؟ ہرس اڑانے والی نے پوچھا۔

میرے پرس میں صرف ساڑھے چار آنے تھے۔۔ ہاہا۔۔ ہاہا۔۔۔ مرغا بنا دیا سالے کو۔

ساڑھے چار آنے۔

ہاں میں جب کبھی بھیڑ بھاڑ میں جاتا ہوں تو پرس میں اتنے ہی پیسے ہوتے ہیں۔ بڑے نوٹوں کے لیئے ہمیشہ اپنے کوٹوں میں چور جیبیں بنواتا ہوں۔

عمران نے اپنے پرس کے بارے میں جو کچھ بھی کہا تھا بالکل سچ کہا تھا۔ اس کے پرس میں ساڑھے چار آنے ہی تھے وہ زیادہ رقمیں عموما جیبوں میں رکھا کرتا تھا،

تو اب لانچ کا کرایہ ہم سے ادا کرواؤ گے۔ ایک لڑکی نے کہا۔

فکر نہ کرو۔ پائی پائی ادا کروں گا اس کے علاوہ اور جو بھی خدمت۔۔۔ جی ہاں

شہر کے ساحل پر پہنچ کر عمران نے ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور کو دانش منزل کا پتہ بتایا۔ دانش منزل جو سیکرٹ سروس کے پراسرار چیف آفیسر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

لڑکیاں کمپاؤنڈ کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی بڑبڑائیں واقعی آپ سچ کہتے تھے مگر یہاں اندھیرا ہے۔

اب میں روشنی کروں گا۔

نوکر کہاں ہیں؟

میں پڑھے لکھے نوکر چاہتا ہوں مگر سب جاہل ملتے ہیں۔ اس لیئے نوکر رکھتا ہی نہیں ہوں۔۔ کھانا ہوٹل سے آتا ہے۔۔۔ اور مروں گا اسپتال میں۔ کیوں کیا خیال ہے؟

شادی نہیں کی؟

کم از کم ایسی بیوی چاہتا ہوں جو فرنچ اور جرمن۔۔۔ بکوبی بول سکتی ہو لاطینی اور تبرانی لکھ سکتی ہو۔

کیوں؟

ہا۔۔ یہ ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔ عمران نے قفل میں کنجی گھماتے ہوئے کہا۔ میں

سب کچھ بتاؤں گا۔ شاید تمہاری نظر میں کوئی ایسی لڑکی ہو۔

دروازہ کھول کر اس نے راہداری روشن کر دی۔ نیچے پوری راہداری میں قالین بچھے ہوئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں عمارت کا ایک ایک کمرہ دیکھتی پھر رہی تھیں۔

آپ بہت بڑے آدمی ہیں۔ پرس اڑانے والی نے ایک جگہ رک کر کہا۔

ہاں مگر لوگ مجھے خبطی کہتے ہیں اور میں ہوں بھی کچھ کچھ کریک عمران نے جواب دیا وہ انہیں نشست کے کمرے میں لایا۔ پھر جب وہ آرام سے بیٹھ گئیں تو عمران نے اس لڑکی سے پوچھا جس نے پرس اڑایا تھا۔

اب میرا پرس واپس کر دو۔ لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

ضروری نہیں کہ خوبصورت عورتیں دل کی بھی اچھی ہوتی ہوں جی ہاں میرا پرس واپس کیجئے۔۔۔ بہتری اسی میں ہے۔

دوسری لڑکی جھپٹ کر کھڑی ہوگئی۔ عمران کو چند لمحے گھورتی رہی پھر بولی۔

اپ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سمجھے اگر ہم نے شور مچا دیا تو۔۔۔

کوشش کرو۔۔ تم دیکھ رہی ہو کہ کمرے کے دروازے مقفل ہیں۔ ہاں وہ مقفل ہی ہیں اور اس کمرے کی دیواریں ساؤنڈ پروف ہیں لہزا تیز سے تیز آواز یہیں گونج کر رہ جائے گی۔ شاباش کرو نا کوشش آپ کیا چاہتے ہیں؟ پرس اڑانے والی لڑکی نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

اپنا پرس۔ عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

لڑکی نے اپنے وینٹی بیگ سے اس کا پرس نکال کر اسکی گود میں پھینک دیا۔ عمران نے بڑی تیزی سے اس میں سے ساڑھے چار آنے نکالے اور اسے لڑکی کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔ انہیں رکھو۔ میں جاؤں گی۔ وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

ابھی سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں شاداب نگر پہنچا دیا جائے گا۔۔ اور ہاں اب مجھے یاد کرنے دو کہ میں نے تمہیں شاداب نگر میں کہاں دیکھا تھا۔

میں جاؤں گی۔ وہ ہزیانی انداز میں چیخ کر ایک دروازے کی طرف جھپٹی اور اسے کھول لینے کے لیئے اپنا پورا زور صرف کرنے لگی۔ لیکن وہ ایک ساؤنڈ پروف کمرے کے آٹومیٹک دروازے تھے۔۔۔ جن کے اندر سیسیہ بھرا ہوا تھا۔۔۔ اب وہ ایک مخصوص خود کار قفل کو استعمال کیئے بغیر نہیں کھل سکتے تھے

دوسری لڑکی چپ چاپ بیٹھی رہی۔ ویسے اس کے چہرے پر بھی گھبراہٹ کے آثار تھے

بیکار ہے محترمہ واپس آجایئے۔۔۔ آپ آخر کس بات سے ڈر رہی ہیں؟ عمران نے کہا ۔ میں آپکو پولیس کے حوالے نہیں کروں گا۔

وہ اس طرح واپس آئی جیسے خوب میں چل رہی ہو۔

بیٹھا جایئے کیا آپ شادانب نگر کے موڈل اسکول کی ایک ستانی نہیں ہیں؟

لڑکی دھڑام سے کرسی میں گر گئی۔ اس کے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں تھیں

آپ کون ہیں؟ دوسری لڑکی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

میں پاگل ہوں لیکن مجھے اپنی یاداشت پر بڑا اعتماد ہے۔ میں نے یہ بات غلط تو نہیں کی۔ کیا یہ محترمہ ٹیچر نہیں ہیں اور کیا ماڈل اسکول شاداب نگر سے ان کا کوءِ تعلق نہیں ہے؟

دوسری لڑکی نے بھی اسکا جواب نہیں دیا۔ ان دونوں کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر پرس والی نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

تمہارا پیشہ بڑا معزز ہے تم اپنی طالبات کو بھی اس قسم کی تعلیم دیتی ہوگی۔۔۔ کیا تم زیادہ محنت کر کے اپنے اخراجات ایمانداری سے نہیں پورے کر سکتیں؟

لڑکی روتی رہی۔۔۔ عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ اب تم بتاؤ تم کون ہو تم بھی کسی شریف ہی گھرانے کی فرد معلوم ہوتی ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟

ا پ کون ہیں؟ لڑکی نے پھر سہمی سی آواز میں سوال کیا۔

میں کوئی بھی ہوں تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہیئے۔ اور میں ابھی تمہیں دھکے دے کر یہاں نکال دوں گا بری عورتوں کا حسن مجھے زرہ برابر بھی متاثر نہیں کرتا۔

شیلا چپ رہو۔۔۔ رونے والی نے کہا۔

کیوں چپ رہیں شیلا؟ عمران نے کسی جھلائی ہوئی عورت کی طرح کہا۔ نہیں شیلا بولو آ کر تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟

شیلا۔ لڑکی چیخی۔ یہ کوئی سرکاری جاسوس ہے۔

اچھا تو پھر کیا تم اسی لیئے اس کو گفتگو کرنے سے روک رہی ہو؟

اس کا کوئی جواب نہیں شیلا بھی بدحواس نظر آنے لگی۔

تم اتنی کمینی ہو کہ تم نے اپنے ساتھ کا نام تک بتا دیا اگر نام نہ بتاتیں تو شاید تمہیں چپ چاپ یہاں سے چلا جانے دیتا۔۔۔ شیلا۔ یہ نام تو پولیس کی لسٹ پر بھی ہے۔

عمران اس جملے کا ردعمل شلا کے چہرے پر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن کوئی خاطر خواہ چارہ نہ پا کر پھر بولا۔ اگر تمہارا نام شیلا ہے تو میں ابھی پولیس کے حوالے کرسکتا ہوں۔

کر دیجیئے۔ شیلا نے مضمحل آواز میں کہا۔ میں اس زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہوں۔

پھر رونے والی کی طرف دیکھ کر بولی۔ ناہید میں اب سب کچھ کہہ دوں گی۔۔۔ ویسے بھی ان حالات میں مجھے خودکشی کرنی پڑتی کبھی نہ کبھی ضمیر ضرور جاگ پڑتا ہے۔

نہیں تم ایسا نہیں کرسکتیں۔ ناہید یک بیک اچھل اچھل کر کھڑی ہوگئی۔ اب اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے۔ وہ چند لمحے شیلا کو گھورتی رہی پھر بولی۔ میں اپنی اور بوڑھی ماں کے لیئے زندہ رہنا چاہتی ہوں۔

میں اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیئے جینا چاہتی ہوں۔ تم اپنی زبان بند رکھو شیلا خدارا رحم کرو۔۔۔ اتنی ظالم نہ بنو۔

نہیں میں مجبور ہوں۔ شیلا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ ضمیر بہرحال ضمیر ہے۔۔۔ وہ ماں باپ کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔۔۔ ناہید بیٹھ جاؤ۔

خدا کے لیئے رحم کرو۔ اگر کسی نے ہمیں یہاں آتے دیکھ لیا تو۔۔؟

تو کیا ہوگا؟ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ کیا تمہیں اپنی بدنامی کا ڈر ہے

مجھ سے سنیئے۔ شیلا نے اسے مخاطب کیا۔ مگر آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ ایک سراغرساں ہیں؟

میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔۔ میں کب کہتا ہوں کہ میں سرکاری سراغرساں

ہوں۔ مگر اب میں تم دونوں کا راز معلوم کروں گا تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو؟

تب تو پھر بتانے سے کوئی فائدہ نہیں۔

شیلا۔ ناہید پھر چیخی۔

نہیں میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی یہ سرکاری جاسوس نہیں ہے۔

خدا کے لیئے ہمیں جانے دیجیے۔ ناہید نے رو دینے والی آواز میں کہا۔ ویسے پرس نکالنے کے جرم میں جو چاہے سزا دے لیجئے۔۔۔ رحم کیجیے۔

تم شاداب نگر کے ایک گرلز اسکول کی ٹیچر ہونا۔ عمران نے پوچھا۔

جی ہاں مجھے اس کا اعتراف ہے۔

وہاں تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے؟

ایک سو بیس روپے۔۔۔ اس میں بسر اوقات نہیں ہوتی۔۔۔ پانچ چھوٹے بھائی ہیں۔۔۔ ایک اندھی ماں آج کل ٹیوشن بھی نہیں ملتے پھر بتایئے کیا کروں؟

کیا تم لوگوں کے ساتھ ان لے گھر بھی چلی جاتی ہو؟

لڑکی نے اس کا جواب جلدی نہیں دیا۔۔۔ وہ چند لمحے کاموش رہی پھر سر جھکا کر مردہ آواز میں بولی۔ جی ہاں۔

میں سمجھا۔ عمران سر ہلانے لگا۔ مگر اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں جس کے لیئے تمہیں سرکاری سراغرساں سے ڈرنا پڑے۔۔۔ اس شہر کی بہیتری عورتیں اس قسم کی حرکتیں کھلم کھلا کرتی ہیں۔

ج۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ مم۔۔۔ مگر میں ڈرتی ہوں۔۔۔ اگر اسکول کے سیکرٹری کو اس کی اطلاع مل گئی ہوگی تو نوکری جاتی رہے گی۔۔۔ بس ان رحم کیجیئے۔

تم تو اس طرح سینکڑوں کما لیتی ہوگی لہذا تمہیں اکیس وبیس روپے کی ملازمت کی پرواہ ہونا بڑی غیر فطری سی بات ہے۔

ناہید پھر سوچنے لگی۔۔۔شیلا کے چہرے پر اکتاہٹ کے آثار تھے۔۔اب وہ زیادہ خوفزدہ نہیں معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ناہید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ کل جب میں بوڑھی ہو جاؤں گی تو میرا کیا بنے گا؟۔۔۔اسی لیئے میں ملازمت برقرار رکھنا چاہتی ہوں۔

اب تم فلسفیوں کی سی باتیں کرنے لگیں۔۔۔کوئی بہت بڑی حقیقت چھپا رہی ہو تم مجھے احمق سمجھ کر یہاں آئی تھی نا۔۔۔لیکن اب بتاؤ کیا میں احمق ہوں۔

نہیں ڈارلنگ۔ تم تو شرلاک ہومز کے بھی نانا ہو۔ اسے جانے دو۔ میں یہیں ٹھہروں گی ورنہ اس کی اندھی ماں رو رو کر مر جائے گی۔

:تم یہاں رہوگی؟

ہاں میں ٹھہروں گی۔ مجھے بہت سی کہانیاں یاد ہیں اگر تمہیں ان سے بھی نیند نہ آئی تو لوریاں سناؤں گی۔

اچھا تو تم جا سکتی ہو۔ رمان نے ناہید کی طرف دیکھ کر کہا۔ لیکن جب کبھی میری مدد کی ضرورت محسوس ہوئی دانش منزل کے پتے پر ایک خط ڈال دینا۔

عمران نے اٹھ کر درواہ کھولا۔۔۔ناہید اٹھی لیکن شہلا بدستور بیٹھی رہی۔۔دونوں جیسے ہی نکلے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

پھر جب وہ برآمدے سے نیچے اتر رہی تھی عمرن نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا کیا تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے۔ نہیں۔ ناہید نے رکے بغیر جواب دیا اور تیز قدموں سے پھاٹک کی طرف جانے والی روش طے کرنے لگی۔۔۔عمران اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک وہ پھاٹک سے نکل نہ گئی۔

پھر وہ اسی کمرے میں واپس آیا شیلا ایک آرام دہ کرسی پر نیم دراز تھی۔

تین سو روپے۔ وہ خواب آلود آواز میں گنگنائی۔

تین ہزار بھی میرے لیئے کم ہیں۔ عمران نے بھی راگ بنانے کی کوشش کی۔

مجھے کچھ بھی نہ چاہیئے۔ شیلا سیدھی بیٹھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی۔ مجھے اپنی حقیقت سے آگاہ کرو۔ تم سچ مچ بہت چالاک آدمی معلوم ہوتے ہو میں تمہیں بالکل گاؤدی سمجھی تھی۔

میں نے غلط نہیں کہا تھا میں سرکاری سروغرساں ہوں ورنہ میں خود کو وہاں احمق ظاہر کر کے تمہیں یہاں کیوں لاتا۔

تم میرے متعلق پہلے سے بھی کچھ جانتے رہے ہو؟

ہوسکتا ہے۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

کیا جانتے ہو۔

بہت کچھ کچھ جانتا ہوں۔ لیکن اگر تم خود ہی مجھے بتاؤ تو زیادہ اچھا ہوگا۔ ویسے تم نے یہ تو دیکھ ہی لیا کہ میں کتنا رحم دل آدمی ہوں۔ میں نے ناہید کو چلی جانے دیا۔۔۔ ورنہ۔

ہاں یہ میں نے دیکھا ہے۔ اب میں بھی محسوس کر رہی ہوں کہ تم برے آدمی نہیں ہو۔ مگر میں اطمینان کرنا چاہتی ہوں کہ تم سرکاری سروغرساں ہو۔

میں کہتا ہوں اگر نہ ہوتا تو اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچتا؟

نقصان۔۔۔ یہ نہ پوچھا۔۔۔۔ میں جو کچھ بتاؤں گی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر بتاؤں گی۔ وہ لوگ بڑے چالاک ہیں انہیں ایک ایک پل کی خبر ہوتی ہے کہ کون لڑکی کیا کر رہی ہے۔

۔۔ ایک نہیں ایسی کئی لڑکیاں موت کا شکار ہوتی ہیں اور اب میں بھی مرنا چاہتی ہوں اس زندگی سے اکتا گئی ہوں۔ مجھے ہر وقت ایسا محسوس ہاتا ہے جیسے گردن تک غلاظت میں غرق ہوگئی ہوں۔ میں تمہیں اس غلاظت سے نکال سکتا ہوں۔ یقین کرو وہ کتنے چالاک آدمی کیوں نہ ہوں مجھ پر قابو نہ پاسکیں گے۔

ہاں۔۔۔ ہاں۔ شیلا نے ایک طویل انگڑائی لی۔ مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے جیسے یہ میری زندگی کی آخری رات ہو۔

وہ عمرنا کی طرف نشیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک مضمحل مسکراہٹ تھی۔۔ عمران کچھ نہ بولا۔ اسے اب اس کا انتظار تھا کہ وہ خود ہی اصل موضوع پر آجائے۔

کبھی میں بھی ایک اچھی لڑکی تھی۔ شیلا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ مگر اب نہیں ہوں انہوں نے مجھے غلاظت کا ڈھیر بننے پر مجبور کر دیا۔ میں ایک گرلز اسکول میں ٹیچر تھی۔ غریب گھرانے سے تعلق تھا۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد ملازمت کی فکر ہوئی۔ اسی دوران میری جان پہچان ایک ایسے گھرانے سے ہوئی جو بہت بارسوخ تھا۔ اس نے مجھے ایک ماہ کے اندر اندر ہی ایک گرلز اسکول میں ملازمت دلادی۔ میں اس کی شکر گزار تھی۔ وہ مجھ سے برابر ملتا رہا۔۔ اس

کے احسان کا بار میرے کاندھوں پر تھا۔ ایک دن اسی مروت میں اس کے ہاتھوں برباد ہوگئی۔ پھر تو گناہ کی آندھیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور میں ایک تنکے کی طرح ان میں چکراتی رہی۔ اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا لیکن ایک دن وہ غائب ہوگیا۔ آج تک غائب ہے۔ اس دن سے اس کی شکل نہیں دکھائی دی۔۔۔ بہرحال اس کے غائب ہونے کے دو ماہ بعد مجھے ڈاک سے چند تصویریں موصول ہوئیں۔ یہ میری اور اس کی ایسی تصویریں تھیں جو میری زندگی برباد کر سکتی تھیں۔ پہلے صرف تصویریں موصول ہوئیں لیکن پھر ایک خط ملا جو کسی گمنام آدمی کی طرف سے ٹائپ کیا گیا تھا۔۔ جس میں کہا گیا تھا کہ ان میں سے ایک ہی تصویر میری ملازمت برطرف کرا دینے کے کیئے کافی ہوگی۔ میں بری طرح گھبرا گئی۔ میری ملازمت سے میرے گھر والوں کو بڑا سہارا ہوگیا تھا۔ اور زندگی تھوڑی بہت خوشحالی میں گزرنے لگی تھی تیسرے دن پھر ایک خط ملا اور مجھے یقین ہوگیا کہ خط لکھنے والا کوئی بلیک میلر ہے۔ خط میں لکھا تھا کہ میں اس کے لیئے ہر ہفتہ پچاس روپے مہیا کروں۔ روپے مہیا کرنے کی تفصیل بھی بتائی گئی تھی۔ یعنی میں مردوں کو اپنے جال میں پھنسا کر روپے پیدا کروں۔۔ وہ ایک تلخ تجربہ تھا۔ مجھے پچاس روپے مہیا کرنے پڑے۔ یہ میں نے قرض لیئے تھے۔ کچھ دنوں تک تو میں قرض سے کام چلاتی رہی۔ پھر جب قرضخواہوں کے تقاضے جان کو آئے پھر مجھے سچ مچ اپنے جسم کی تجارت کرنا پڑی۔۔۔ اب تو میں بہت مشاق ہوگئی ہوں۔ اب مجھے ہر ہفتے پانچ سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسکول کی ملازمت عرصہ ہوا ترک کر چکی ہوں۔ گھر والوں سے اب کوئی

تعلق نہیں رہ گیا کیونکہ وہ ایک طوائف سے کسی قسم کا تعلق رکھ نہیں سکتے۔۔

تو پھر اب تمہیں کس بات کا ڈر ہے۔ عمران نے کہا اگر وہ بلیک میلر تمہیں بے نقاب بھی کرے تو تمہی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

ٹھیک ہے مجھے اب نہ اس کا خوف ہے کہ ملازمت سے برطرف کر دی جاؤں گی اور نہ ہی اس کا کہ گھر والوں کو علم ہو جائے گا۔ پھر بھی میں ہر ہفتہ پانچ سو ادا کرنے پر مجبور ہوں۔

مگر کیوں؟

وہ میں بتاتی ہوں۔ وہ اپنے بلاؤز کے بٹن کھولنے لگی۔ پھر عمران کی طرف پشت کر کے دکھاتی ہوئی بولی۔ یہ دیکھو۔

اس کی ساری پشت داغدار تھی لمبے لمبے نیلے اور سیاہ رنگ کے نشانات سے بھرپور۔۔ ۔ اس نے بٹن بند کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ یہ کوڑے کے نشانات ہیں۔ جب دوسرے ہفتے میں نہیں پہنچتی تو مجھے اس وقت تک پیٹا جاتا ہے جب تک میں بیہوش نہیں ہو جاتی

۔

تم نہیں جانتی ہو عمران نے مضطربانہ انداز میں کہا

نہیں میں ایک کو بھی نہیں جانتی

یہ کیسے ممکن ہے

میں بتاتی ھوں۔۔۔۔۔۔اس دوران میں جہاں کہیں بھی ھوتی ھوں مجھے زبردستی اٹھالیا جاتاہیکہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ مجھے آج تک معلوم نہیں ہوسکا کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ میں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی ہوں آنکھ کھلی تو کوڑے پڑتے محسوس کیئے۔ ایسے موقع پر میری آنکھیں چمڑے کے تسمے سے جکڑی ہوتی ہیں میں اندھوں کی طرح مار کھاتی ہوں پھر غشی طاری ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔اور پھر جب ہوش آتا ہے تع خود کو آپنے پلنگ پر پڑا پاتی ہوں، اپنے ہی کمرے میں لیکن مجھے یقین ہے کہ میں نے کبھی اپنے کمرے میں مار نہیں کھائیورنہ وہ لوگ پتڑ لئے جاتیکیوں کہ پٹتے وقت میں جانوروں کی طرح آسمان سر پر اٹھالیتی

ہوں۔ تو بتاّ کہ کیا ایسی صورت میں میرے پڑوسیوں کو اس کی خبر نہ ہوتی میرا کمرہ اس کمرے کی طرح ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔

عمران تھڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا تم وہ روپے کسے اور کس طرح

ادا کرتی ہو

پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے پتہ پر منی آرڈر کر دیتی ہوں

کیوں مزاق کرتی ہو یار عمران ہنس کر بولا یہ تو بہت آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ پوسٹ بکس نمبر کس کا ہے

مگر اتنی ہمت کون کرے دو تین لڑکیوں نے اس کی کوشش کی لیکن انہیں ملت الموت کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ کسی نہ کسی طرح مار ڈالی گئیں اس کی اطلاع شاید سارے شکاروں کو دی گئی تھی۔ ایک خط مجھے بھی ملا تھا جا میں تحریر تھا کہ یہ پوسٹ بکس نمبر کے متعلق چھان بین کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ کچھ لڑکیاں پولیس سے گٹھ جاڑ کر رہی تھیں۔ انہیں بھی ختم کر دیا گیا اس کی اطلاع بھی مجھے اس بلیک میلر سے ملی تھی ظاہر ہے کہ وہ دوسرے لڑکیوں کو بھی اس سلسے میں باخبر رکھتا ہوگا۔ دیکھئے ٹھریئے میں بتاتی ہوں چند روز قبل بھی شہر میں ایک لڑکی کی لاش ملی تھی شاید آپ کو اس کا علم ہو۔۔۔۔۔اس کا چہرہ کسی کار

یا ٹرک کے نیچے آ کر کچلا گیا تھا اور سینے پر خنجر کا نشان تھا وہ ہمیشہ مقتولوں کے چہرے کو ناقابل شناخت بنا دیتے ہیں

اوہوعمران سیدھا ہوکر بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا کیا اس قتل کی اطلاع بھی تمہیں ملی تھی

ہاں ملی تھی

اور تم ان حالات کہ باوجود بھی مجھے سب کچھ بتا رہی ہو

ہاں میں اب مرنا چاہتی ہوں مسٹر کتنی بار کہوں میرا چھٹکارا بس اسی طرح ہوسکتا ہے کہ میں مرجاؤں آج کی دنیا شریف آدمیوں کی لئے نہیں ہیہر آدمی سے اس کی زندگی میں کوئی نہ کوئی کمینہ پن زرور سرزرد ہوتا ہے خراہ کتنا ہی دامن بچالے

ضروری نہیں ہے کہ تم بھی مرہی جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا

جس کے وہ لوگ دشمن ہوں اسے کوئی نہیں بچا سکتا کیا ان لڑکیوں کو پولیس کا سہارا نہ ملا ہوگا پھر وہ کس طرح قتل کردی گئیں مجھے تو یقین ہے کہ اس وقت یہ عمارت بھی ان لوگوں نے گھیر لی ہوگی

یہ عمار تنہیں یہ ناممکن ہیعمران نے مسکرا کر کہا یہ عمارت میرے قبضے میں ہے۔

مگر تم یہاں تنہا ہو۔۔۔۔ انہیں معلوم کیسے ہوگا کہ تم یہاں ہو کیا وہ لڑکی کے پیچھے لگے رہتے ہیں

ناہید۔۔۔۔ وہ ضرور انہیں اطلاع دے گی اسے یقین ہوگیا ہے کہ میں تمہیں کچھ نہ کچھ ضرر بتاؤں گی۔۔۔۔

وہ کیوں اطلاع دینے لگی۔ وہ خود بھی تو اس پیشے سے بیزار معلوم ہوتی ہیعمران نے کہا۔ ہوگے بیزار۔۔۔۔ لیکن شاید تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اگر اس کی دی ہوئی اطلاع ان لوگوں کے لئے سہی ثابت ہوئی تو چار ہفتوں کی دقم معاف کردی جائے گی۔۔۔۔ یعنی ناہید کو دو ہزار روپے نہ دینے پڑیں گے۔ چار ہفتوں تک خراہ وہ اپنے لئے کمائے یا صرف آرام کرتی رہے

تب تم نے بہت بڑی غلطی کی۔۔۔ اسے کیوں جانے دیا عمران نے تیز لہجے میں کہا

میں کتنی بار کہوں کہ میں سچ مچ مرنا چاہتی ہوں

میں 1 تمہیں بچانے کی کوشش کروں گا

اچانک اس کمرے میں سرخ اور نیلی روشنی کے جھماکے ہونے لگے۔۔۔ نیلے اور سرخ

بلب جلدی جلدی جل اور بجھ رہے تھے۔۔۔۔عمران اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

جولیا نافٹر واٹر نے سرہانے رکھا ہوا لیمپ بجھا دیا۔۔۔اور لیٹے لیٹے ہی ایک طویل انگڑائی لی پھر اس نے سونے کے لئے کروٹ لی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے لیٹے لیٹے اندھیرے میں ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور اٹھالیا۔

دوسرے لمحہ میں اسے اپنے پراسرار آفیسر ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

جولیا۔۔۔ہیلو۔۔۔۔جولیا۔

یس سر۔

دانش منزل کے کمپاونڈ میں کچھ مشتبہ آدمی موجود ہیں۔ اپنے تین آدمیوں کو فون کرو کہ وہ وہاں فوراً پہنچ جائیں۔ بات بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے انہیں صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ لوگ کون ہیں میرا خیال ہے کہ وہ لوگ عمارت کے اندر داخل ہونے کی کوشش کررہے ہیں

بہت بہتر جناب۔۔۔۔ابھی۔۔۔۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا۔۔۔۔۔جولیا نافٹر واٹر نے سیکرٹ سروس کے

ساتوں ارکان کے نمبر یکے بعد دیگرے ڈائیل کرنے شروع کردیئے۔۔۔۔۔تیسرے آدمی کو ایکسٹو کا پیغام دے کر اس نے ریسویر رکھ دیا اور ایکس ٹو کے خواب دیکھنے لگی اسے اس پراسرار شخصیت سے عشق سا ہوتا جارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ اس سے ملنا چاہتی تھی اسے خوشی تھی کہ ایکسٹو جیسا ذہین ترین آدمی اس کی ذہانت کا مداح ہے۔۔۔۔۔اس کی قدر کرتا ہے، اسے اپنے ماتحتوں میں سب سے اونچا درجہ دیتا ہے

وہ اس کے محیر العقول کارناموں کے متعلق سوچتی رہی وہ کیسا دلیر۔۔۔۔۔کیسا پھرتیلا اور ہمت داں ہیایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر وقت اس کی روح شہر پر منڈلاتی رہتی ہو۔۔۔۔۔۔محکمہِ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا عملہ محض اس کی وجہ سے نیک نام تھا۔

جولیا نافٹر واٹر اس کی نئی نئی تصویریں بناتی۔۔۔۔۔۔۔وہ ایسا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ایسا ہوگا۔۔۔۔لیکن آواز سے کوئی بوڑھا خرانٹ معلوم ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔مگر آواز۔۔۔وہ اپنے دل کو سمجھاتی۔۔۔آواز تو یقیناً بناوٹی ہوگی۔۔۔۔۔۔۔ورنہ کوئی بوڑھا آدمی اتنا پھرتیلا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

جولیا نے پھر ایک انگڑائی لی اور لیٹ گئی اسے اپنے سارے جسم میں میٹھا میٹھا سا درد محسوس ہورہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے سونے کی کوشش کی مگر نیند کہاں۔۔۔دفعتاً وہ اٹھ

بیٹھی۔۔۔۔۔ یہ بات تو اس نے ابھی تک سوچی ہی نہیں تھی کہ آخر اس وقت دانش منزل میں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ وہ لوگ کون ہیں جن کی طرف ایکسٹو نے اشارہ کیا تھا اس نے کہا تھا کہ انہیں چھیڑا نہ جائے۔۔۔۔۔۔۔۔ بات بڑھانے کی کوشش نہ کی جائے۔۔۔۔۔ صرف یہ دیکھا جائے کہ وہ کون آدمی ہیں کیا ایکسٹو اس وقت دانش منزل ہی میں موجود ہے جولیا جانتی تھی کہ اس عمارت میں ایک کمرہ ایسا بھی ہے جس کے در و دیوار ساؤنڈ پروف ہیں اور اسی کمرے میں خطرے کی روشنیاں اور گھنٹیاں بھی موجود ہیں۔۔۔۔۔ وہ کمرہ ایسا ہے کہ باہر سے اس میں داخل ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ جولیا نے کیپٹن خاور، کیپٹن جعفری، اور تنویر کو وہاں بھیجا تھا۔ وہ ان کی طرف سے مطمئن نہیں تھی۔ ان کی دلیری میں شبہ نہیں تھا مگر وہ زیادہ چالاک نہیں تھے اکثر دلیرے کے جوش میں ان سے حماقتیں بھی سرزد ہو جاتی تھیں اسے حقیقتاً وہ تین آدمی نہیں مل سکے تھے جنہیں وہ بھیجنا چاہتی تھی۔۔۔ یہ ساجد، پرویز اور سلطان تھے سارجنٹ ناشاد کو تو وہ قطعی ناپسند کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں ایکسٹو نے اسے اپنے اسٹاف میں کیوں رکھا تھا۔۔۔۔ جولیا اس کی شاعری سے تنگ آ گئی تھی جب بھی وہ کوئی نئی غزل کہتا انگریزی میں اس کا ترجمہ اسے ضرور سناتا۔۔ اگر روبرو نہ سنا سکتا تو فون پر بور کرتا۔۔۔۔۔۔۔ اسے عورت شعر و شراب کے علاوہ دنیا کی کسی چوتھی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ ویسے وہ ڈرپوک بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ ایک اچھا نشانہ باز بھی تھا مگر جولیا کا خیال تھا کہ وہ دو کوڑی کا آدمی ہے۔

جولیا نے گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔ ایک بج چکا تھا۔۔۔ اس نے بڑی تیزی سے جیکٹ اور پتلون پہنی عشاریہ دو پانچ کا پستول جیب میں ڈالا اور فلیٹ سے نکل کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی خنکی زیادہ نہیں تھی۔ سڑکیں قریب قریب سنسان ہو چکی تھیں۔ اس لئے وہ بے خطر اپنی چھوٹی سی آسٹن دوڑائے لئے جا رہی تھی۔

دانش منزل سے کچھ ادھر ہی اس نے کار روک دی اور پیدل ہی دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔۔ اسے پھاٹک بند نہیں ملا۔ کمپاؤنڈ میں اندھیرا تھا اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے شانے پکڑ لئے

حرکت نہ کرنا اپنی جگہ سے کسی نے آہستہ سے کہا۔ لیکن وہ اس کی آواز صاف پہچان گئی یہ کیپٹن خاور تھا۔

میں ہوں جولیا نے جواب دیا۔

اوہو اس کے شانے چھوڑ دیئے گئے۔

کیا رہا۔ جولیا نے پوچھا۔

نکل گئے وہ چار تھے اندھیرے کی وجہ سے ہم ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھ سکے

تب پھر کیا کیا تم نے جولیا نے جھنجھلا کر کہا۔

کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ بات نہ بڑھائی جائے۔ صرف یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون ہے

کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم انہیں نہیں دیکھ سکے۔

تم تو بعض اوقات حکومت ہی چلانے لگتی ہو کیپٹن خاور بھی جھنجھلا گیا۔

جولیا نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔۔۔۔۔۔ اتنے میں تنویر اور جعفری بھی وہاں پہنچ گئے۔

آہا۔۔۔۔ کون ہے تنویر نے کہا جو شاید جولیا کی آواز سن چکا تھا۔

جولیا خاموش رہی تنویر نے کہا میرا خیال ہے کہ ایکس ٹو اندر موجود ہے کیوں جولیا کیا خیال ہے اسے دیکھو گی۔۔۔۔۔۔ تمہیں بڑی خواہش ہے۔۔۔

ارے میں تو بیچاری عورت ہوں جولیا نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔ تم مرد ہو ذرا برآمدے ہی میں قدم رکھ کر دیکھو۔

مگر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جعفری نے پوچھا۔

کیا کرو گے جولیا بولی وہ تو نکل ہی گئے کیا تم میں سے کوئی ان کا تعاقب بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہم نے انہیں بھاٹک سے نکلتے ضرور دیکھا تھا لیکن پھر پتہ نہیں وہ کہاں غائب ہو گئے

کسی جاسوسی ناول کے مجرم رہے ہوں گے جولیا نے طنزیہ انداز میں کہا زمین پھٹی اور وہ سما گئے یا منہ میں جادو کا بٹن رکھا اور غائب۔۔۔۔۔

یہ بات نہیں ہے جعفری نے غصیلی آواز میں کہا۔ تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتی ہو کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہاں سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر ایک سینما ہال ہے سیکنڈ شو کے تماشائی غول در غول ادھر سے گذر رہے تھے وہ چاروں یقینی طور پر ان میں مل گئے ہوں گے۔

ختم کرو مجھے کیا۔ جولیا نے بیزاری سے کہا۔ مجھے جو حکم ملا تھا تم تک پہنچا دیا اس کے بعد میرا کام ختم ہو جاتا ہے۔۔۔۔

کیا عمارت میں داخل ہونے کے لئے نہیں کہا گیا تھا تنویر نے پوچھا۔

نہیں اب تم لوگ جو کچھ بھی کروگے اپنی ذمہ داری پر جولیا نے کہا اور پھاٹک سے نکل آئی۔

عمران نے شیلا کی طرف دیکھا جو بڑے اطمینان سے سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے انداز سے ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ اپنے ہی مکان کے کسی کمرے میں بیٹھی ہو

تم مطمئن رہو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ عمران نے اس سے کہا۔ خصوصاً اس کمرے میں

تم اپنا وقت برباد کررہے ہو شیلا لاپرواہی سے بولی۔

کیوں

تم مجھے مرنے سے روک نہیں سکتے میں خود مرنا چاہتی ہوں

میں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں لیکن تمہارے مرنے سے کسی کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ تم مجھے ان لوگوں کے متعلق بہت کچھ بتا چکی ہو ویسے تمہاری زندگی ملک وقوم کو ضرور فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

مجھے ملک وقوم سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ اسی ملک وقوم میں میرا جسم بکتا رہا ہے۔۔۔

عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر خاموش ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ خیر۔۔۔۔۔۔۔۔تم یہ رات تو اسی کمرے میں گزارو گی تم نے وعدہ کیا تھا۔۔۔

وہ دوسری صورت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب بات کہیں اور جا پڑی ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ میں تم سے کم از کم دو ہفتوں کی رقم ضرور اینٹھ لوں گی۔

میں تمہیں چار ہفتوں کی رقم دے سکتا ہوں لیکن تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔

میرا پیچھا چھوڑ دو شیلا جھنجھلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔پھر تھوڑی دیر بعد نرم لہجے میں پوچھا۔ کیا تم یہاں

شراب نہیں رکھتے

یہاں شراب کا نام لینا بھی جرم ہے

تمہارا کیا نام ہے۔۔۔

خچر

خچر ہی معلوم ہوتے ہو کوئی سمجھدار آدمی شراب کے متعلق ایسی سخت بات نہیں کہہ سکتا۔۔۔۔۔۔۔ اگر تم میرے لئے شراب مہیا کرسکو تو میں رات یہیں گزاروں گی

شراب اس عمارت میں ممنوع ہے

تب پھر تم مجھے یہاں روک بھی نہیں سکتے

اچھا تو چلی جاؤ عمران ہاتھ پھیلا کر بولا۔

ان خودکار دروازوں پر تمہیں گھمنڈ ہے شیلا ہنسنے لگی۔ مگر یہ ہنسی بڑی کھوکھلی تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے یہ آواز کسی مشین سے نکلی ہو۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا۔۔۔۔۔ ایک بار وہ ایک دروازے کے قریب گیا اور اسے کھول کر باہر نکل آیا اور دروازہ پھر بند ہو گیا۔۔۔۔۔ اس نے گھوم پھر کر پوری عمارت کا جائزہ لیا پھر بیرونی برآمدے میں نکل آیا۔ کمپاؤنڈ سنسان پڑی تھی اور جھینگروں

کی جھائیں جھائیں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔

وہ تقریباً دس منٹ تک وہاں کھڑا رہا۔ پھر نیچے اتر کر عمارت کے عقبی حصے کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر یہاں بھی ٹھہر کر وہ دوبارہ صدر دروازے پر پہنچ گیا۔

اسے کہیں بھی کسی آدمی کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔ اس نے ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھولا لیکن دوسرے ہی لمحہ میں بری طرح بوکھلا گیا کیونکہ شیلا وہاں نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ وہاں سے نکل کر تیر کی طرح کمپاؤنڈ کے پھاٹک پر آیا۔۔۔۔۔۔ مگر وہاں تو اب قدموں کی آہٹیں بھی نہیں تھیں سامنے والی سڑک بالکل ویران ہو چکی تھی۔

شامت وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گیا۔

دوسری صبح عمران دیر سے اٹھا دھوپ پھیل چکی تھی اور اس کے فلیٹ پر الو بول رہے تھے۔۔۔ اس کا نوکر سلیمان تین دن سے غیر حاضر تھا۔۔۔۔۔۔ پلنگ پر پڑے ہی پڑے اس نے ہاتھ پیر پھیلا کر ایک طویل انگڑائی لی اور گزشتہ رات کے سارے واقعات ایک ایک کر کے اسے یاد آنے لگے۔ اس نے ایک زبردست غلطی کی تھی ایک نہیں بلکہ دو غلطیاں پہلی غلطی تو یہ کہ اس نے شیلا سے ایک اہم ترین بات نہیں پوچھی تھی ظاہر ہے کہ مجرم خود کو پس منظر میں رکھ کر

بڑی رقمیں بنا رہے تھے لہذا ان سے کسی ایسی غلطی کا ارتکاب ممکن نہیں تھا۔ جس سے ان کی گردن پھنس جاتی پھر آخر ناہید نے انہیں کن ذرائع سے شیلا کے متعلق اطلاع دی ہوگی۔۔۔ اسے اس کے متعلق شیلا سے ضرور پوچھنا چاہیئے تھا پھر دوسری غلطی اس کی بے احتیاطی تھی اس نے خودکار دروازوں کا استعمال اس طرح کیا تھا کہ شیلا اس سے واقف ہوگئی تھی۔ ویسے وہ یہی سمجھتا رہا تھا کہ شیلا اس سے لاعلم ہے اب اس کے ہاتھ میں صرف دو کارڈ رہ گئے تھے ایک تو پوسٹ بکس نمبر دوسو تیرہ اور دوسرا کارڈ۔۔۔۔ ناہید۔ اس کا پتہ اسے معلوم تھا۔۔۔ مگر یہ پوسٹ بکس نمبر والا معاملہ بھی اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔ یہ بھی گردن ہی پھنسا لینے والی بات تھی۔

بہرحال اس نے اسی دن سے تفتیش کا سلسلہ شروع کر دیا۔۔۔ پوسٹ بکس نمبر شہر کے سب سے زیادہ چھپنے والے ایک ماہنامے کا نکلا۔

ماہنامہ کمر لچکدار جس کی دھوم سارے ملک میں تھی۔۔۔ وہ ادب اور ثقافت کا علمبردار تھا۔ ادب کا علمبرداریوں تھا کہ اس میں فلم ایکٹرسوں کی کمزوریاں اچھالی جاتی تھیں اور ثقافت کا علمبردار اس لئے کہا جاسکتا تھا کہ سرورق پر کسی لنگوٹی بند امریکن چھپکلی کی تصویر ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔

عمران نے اپنا فائل نکالا جس میں اس کی کئی اوٹ پٹانگ کہانیاں تھیں کسی زمانے میں اسے کہانیاں لکھنے کا خبط بھی تھا۔۔۔ اور اس نے لیکاک کے nonsense novies کے طرز پر کئی کہانیاں لکھ ڈالی تھیں۔

اس نے ایک کہانی نکالی اور ماہنامہ کمر لچکدار کے دفتر کی طرف روانہ ہوگیا۔

دفتر کافی شاندار تھا تقریباً ڈیڑھ درجن آدمی مختلف قسم کے کاموں میں مشغول نظر آ رہے تھے۔

فرمایئے ایک نے عمران کو ٹوکا۔

میں ایڈیٹر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ عمران نے جواب دیا۔

کیا کام ہے

کم کچھ بھی نہیں ہے زیادہ ہی نکلے گا عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

کم نہیں کام اس نے تصیح کی۔

اوہ۔۔۔۔۔۔کام۔۔۔۔۔۔۔ان سے جا کر کہہ دیجئے کہ ایک بہت بڑا افسانہ نگار ملنا چاہتا ہے

جب وہ آدمی اس کی حماقت انگیز شکل دیکھ کر مسکرایا اور پھر اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا بولا نام کیا بتاؤں

ابن ہدہد

وہ ہنستا ہوا۔۔۔۔۔۔ایڈیٹر کے کمرے کی طرف چلا گیا عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے واپس آ کر کہا جایئے۔

عمران اکڑتا ہوا کمرے کے دروازہ پر آیا۔ چق ہٹائی اور اندر چلا گیا۔ ایڈیٹر دونوں ہاتھوں کو میز پر رکھے قہر آلود نظروں سے دروازے کی طرف گھور رہا تھا۔

تشریف رکھئے وہ غرایا۔

یہ ایک لمبا تڑنگا اور صحت مند آدمی تھا عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہو گی۔

آپ بھی اپن ہیں اس نے عمران کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی ہاں بندے کو ابن ہدہد کہتے ہیں

کیا یہ ابن کوئی بیماری ہے جسے دیکھئے نام کے ساتھ ابن لگائے چلا آ رہا ہے بیٹھئے نا بہت سی باتیں کروں گا آپ سے

عمران بیٹھ گیا۔۔۔۔

آپ کیوں آئے ہیں

اپنی ایک کہانی لایا ہوں

مگر آپ کو اپنا نام بدلنا پڑے گا میرے پرچے میں جاسوسی کہانیاں نہیں شائع کی جاتیں

اجی یہ رومانی افسانہ ہے

پھر تو آپ کو نام بدلنا ہی پڑے گا۔۔۔

اچھا تو صرف ہدہد کر دیجئے گا۔۔ جی ہاں۔۔۔۔۔ چلے گا یا نہیں ویسے ابن ہدہد بھی چل جاتا۔

نہیں آپ نہیں جانتے ہماری دشواریوں سے واقف نہیں ہیں ابھی حال ہی میں میرے ایک دوست نے اپنے رسالے میں اردو کے بہت اچھے شاعر کی نظم چھاپی تھی اتفاق سے ان کے نام میں بھی ابن موجود ہے آپ جانتے ہیں اس بیچارے کو اس سلسلے میں کس قسم کے خطوط موصول ہوئے ہیں

عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ٹھہریئے ایڈیٹر میز کی دراز کھینچ کر اس میں رکھے ہوئے کاغذات الٹتا پلٹتا ہوا بولا۔ میں آپ کو ایک خط سناؤں گا سنیئے اور عبرت پکڑیئے۔

اس نے ایک پوسٹ کارڈ نکال کر پڑھنا شروع کیا۔

جناب ایڈیٹر صاحب

شالا تم کیا چارسوبیش ریشالہ نکالتا ہے اور پر لکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ لکھنے والے ابن عبدل یہی نام تھا یا دوسرا تھا۔۔۔۔۔۔۔ یاد نہیں۔۔۔۔۔ ابن ضرور تھا۔۔۔۔۔۔۔ اوپر ابن لکھتا ہے اور اندر میں گجل ٹھونس دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہمارا پیشہ واپش کرو ہم جاشوشی افشانہ سمجھ کر کھریدا تھا یہ چارسوبیشی کا دھندا کب تک چلے گا تم شالا پبلک کو دھوکا دیتا ہے۔

ہم ہے تمہارا باپ

اللہ رکھا

ارے توبہ توبہ۔ عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ لاحول ولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا افسانہ۔۔۔۔ جاسوسی ہرگز نہیں ہے میں نام بھی بدل دوں گا آپ مطمئن رہئے افسانے کا نام ہے حاتم طائی نہیں چلے گا۔ بہت پرانی چیز ہے

آپ دیکھئے تو سہی اسی میں جدت ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ فینٹسی بھی نہیں ہے بس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے بالکل نئی جدت دیکھئے گا۔۔۔۔۔ غور سے سنیئے گا ہاں

عمران صفحات کو اپنے چہرے کے برابر اٹھا کر پڑھنے لگا۔ صبح کا سہانا وقت تھا۔۔۔

ٹھہریئے۔۔۔۔۔۔۔ ٹھہریئے۔۔۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ یہ نہیں چلے گا۔۔۔۔۔ صبح کا سہانا

وقت تھا تو پڑھنے والے کو اس سے کیا سروکار۔۔۔۔ نہیں یہ بہت پرانا اسٹائل ہے

اچھا۔۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔۔ میں پورا منظر نکالے دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔ خیر جانے دیجئے آگے سنیئے۔۔۔۔ حاتم اپنے خیمے سے نکل کر ایک تمباکو فروش کی دوکان پر آیا۔۔۔۔ اور وہاں سے سویٹ کراپ کا تمباکو خرید کر طائی کے خیمے کی طرف چل پڑا۔۔۔

کس خیمے کی طرف۔۔۔۔ ایڈیٹر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

طائی کے خیمے کی طرف ط سے طائی۔۔۔۔ تائی نہیں۔۔۔۔۔۔ حاتم کی کوئی تائی نہیں تھی۔۔۔۔ طائی اس کی محبوبہ کا نام تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ایڈیٹر نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے عمران نے اسے کوئی بہت بری خبر سنائی ہو۔

کیا میں نے آپ کو کوئی صدمہ پہنچایا ہے۔ عمران بوکھلا کر بولا۔

آپ تاریخ کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں۔۔۔

کیوں جناب۔۔۔۔۔۔

آپ طائی کو حاتم کی محبوبہ بتاتے ہیں حالانکہ حاتم قبیلہ بنی طے کا ایک فرد ہونے کی بناء پر طائی کہلاتا تھا۔

کیا بات کہی ہے آپ نے عمران نے قہقہہ لگایا دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔

آپ کے فارمولا سے تو پھر مجنوں لیلٰی کا باپ تھا۔۔۔۔ یا لیلٰی قبیلہ بنی مجنوں سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔ دامق قبیلہ بنی عذرا سے تعلق رکھتا تھا۔۔۔ ہیر رانجھا کی چچی تھی۔۔۔۔ مہیوال سوہنی کا ابا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا فضول باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔ میں اپنا سر پیٹ لوں گا۔

عمران کے چہرے پر یک بیک شدید ترین غصے کے آثار نظر آنے لگے۔

کہیں آپ نشے میں تو نہیں ہیں ایڈیٹر اسے گھورتا ہوا بولا۔

نشے میں ہوں گے آپ۔۔۔۔۔۔۔ اتنے بڑے ایڈیٹر ہو کر جہالت کی باتیں کر رہے ہیں عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

آپ بدتمیز ہیں ایڈیٹر بھی کھڑا ہو گیا۔ عمران کی زبان پر جو کچھ آ رہا تھا۔ بے تکان بکتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ کمرے میں کئی لوگ گھس گئے۔۔ ان میں ایک لڑکی بھی تھی جس نے مردانہ لباس پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نیلے رنگ کا جیکٹ اور سرخ پتلون۔۔۔۔

آپ دنیا کے سب سے بڑے کریک ہیں ایڈیٹر نے ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے عمران پر نظر ڈال کر کہا۔

کیا بات ہے کسی نے پوچھا۔

آپ ایک کہانی لائے ہیں حاتم طائی۔۔۔۔جس میں طائی حاتم کی محبوبہ ہے ایڈیٹر نے کہا۔ لوگ ہنس پڑے مگر لڑکی عمران کو سنجیدگی سے گھورتی رہی۔ اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔

اور اب لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں ایڈیٹر مسکرا کر بولا۔ پھر عمران کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا۔ آپ اپنے پیروں سے چل کر جانا پسند کریں گے یا۔۔۔میں اپنے آدمیوں کو آپ کی خدمت پر آمادہ کروں میرا خیال ہے کہ آپ کافی سمجھدار آدمی ہیں

جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی ہاں عمران نے غصیلے انداز میں دانت نکال کر کہا۔ میں جا رہا ہوں۔ آپ کی قابلیت کا بھانڈا ابھی عنقریب پھوٹ جائے گا۔۔۔۔۔۔مجھ سے غلطی ہوئی جو یہاں چلا آیا۔۔۔ماہنامہ ترچھی نجریا والے مجھے پوچھتے ہیں۔

گٹ آؤٹ ایڈیٹر حلق پھاڑ کر چیخا۔

جی ہاں۔۔۔۔میں جا رہا ہوں عمران جانے کے لئے مڑا۔۔۔۔لیکن ابھی دو چار ہی قدم چلا تھا کہ مردانہ لباس والی لڑکی نے اس کی ٹانگوں میں ٹانگ ماری اور عمران دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ ایک بار پھر قہقہوں کا طوفان امنڈا۔۔۔اور لڑکی بڑی سنجیدگی سے چھت کی طرف دیکھنے لگی۔ اس بار بھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تک نہیں تھی۔

عمران اٹھا اور مڑ کر دیکھے بغیر جھپٹتا ہوا باہر نکل آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سڑک پر پہنچ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور سامنے والے ریستوران میں گھس گیا۔۔اس نے ایک ایسی میز منتخب کی جہاں سے ماہنامہ کمرلچکدار کے دفتر کے زینے صاف نظر آتے تھے۔

وہ تقریباً دو گھنٹے تک اسی میز پر جما رہا۔۔۔۔۔۔پھر دفتر کے بند ہونے کا وقت آ گیا اور وہاں کام کرنے والے باہر آنے لگے۔۔۔چار آدمی اس ریستوران کی طرف بھی آ رہے تھے۔ ان میں وہ لڑکی بھی تھی جس نے عمران کو گرایا تھا جیسے ہی ان کی نظر عمران پر پڑی وہ رک گئے عمران پہلے ہی سے اپنی کہانی کے صفحات سامنے رکھے ان میں فونٹین پین سے کاٹ چھانٹ کر رہا تھا۔ وہ چاروں آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ ادھر عمران کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ان کی آمد کی خبر ہی نہ ہو وہ چاروں اس کی میز کے اطراف میں کرسیاں کھینچ کر بیٹھ گئے اور عمران چونک کر احمقوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھنے لگا۔

لڑکی عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ کہو دوست کیا رنگ ہیں

اوہو۔ عمران جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولا مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے۔

ضرور دیکھا ہو گا لڑکی بڑے پیار سے بولی۔ کیا چائے نہیں پلواؤ گے۔

اوہ۔۔۔ضرور ضرور۔۔۔۔۔۔اے بھائی صاحب۔۔۔۔۔۔ارے بھائی صاحب اس نے ویٹر کو آواز دی۔ وہ حد سے زیادہ بے ڈھنگے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا ویٹر کو سب کے لئے چائے اور سموسوں کا آرڈر دے کر وہ پھر انہیں احمقوں کی طرح دیکھنے لگا۔

کیا لکھ رہے تھے۔۔۔۔۔لڑکی نے پوچھا۔

مم۔۔۔۔۔میں افسانہ نگار ہوں عمران نے سر جھکا کر بڑے شرمیلے انداز میں جواب دیا۔

کہیئے۔۔۔۔۔آپ کو یاد آیا کہ آپ نے ہمیں کہاں دیکھا تھا۔ ایک آدمی نے پوچھا۔

نہیں یاد آیا۔۔۔مگر میں دعٰوی سے کہہ سکتا ہوں کہ کہیں دیکھا ضرور ہے۔

آپ کا نام کیا ہے۔۔۔لڑکی نے پوچھا۔

ابن ہدہد آپ کو میرے نام پر ہنسی آئے گی۔۔۔۔۔مگر میں بڑا جدت پسند آدمی ہوں۔۔۔شاعر لوگ مختلف قسم کے پرندوں کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن بیچارے ہدہد کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔۔۔۔۔۔حالانکہ ہدہد کا ذکر آسمانی کتابوں میں بھی آیا ہے۔۔۔ہدہد سلیمان اور ملکہ صبا کا قاصد تھا۔

تو آپ کو صرف ہدہد ہونا چاہئے تھا اس میں ابن کیوں لگا دیا۔

آج کل ابن ہی چالو ہے عمران نے دانشوروں کے سے انداز میں کہا۔

نہیں صرف ہدہد۔۔۔۔۔لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔ تم سو فیصدی ہدہد معلوم ہوتے ہو۔

ہوتا ہوں نا۔۔۔۔۔۔۔ہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا اب اجازت دیجئے عمران اٹھتا ہوا بولا۔

ارے۔۔۔۔۔۔چائے تو منگوائی تھی لڑکی نے کہا۔

کیا کروں شاید وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔

کون

وہی جس سے چائے کے لئے کہا تھا۔ میں سمجھا تھا شاید یہیں سے لائے گا۔

عمران پھر بیٹھ گیا۔۔۔اچانک اس نے محسوس کیا کہ لڑکی اب کچھ گھبرائی ہوئی سی ہے

وہ بار بار ایک کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یہ کھڑکی سڑک کی طرف تھی۔ دفعتاً لڑکی کچھ کہے سنے بغیر اٹھی اور باہر نکل گئی۔ انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ اتنی سی دیر میں یہ بھی بھول گئی ہو کہ وہ وہاں تنہا نہیں آئی تھی بلکہ اس کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے۔ دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس کے اس طرح چلے جانے پر اس کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ بدستور اطمینان سے بیٹھے ہوئے عمران کو چھیڑتے رہے۔ میں جا رہا ہوں عمران اٹھتا ہوا بولا۔

اور چائے کا بل کون ادا کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا۔

میں کیا جانوں

تم نے آرڈر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

آہا۔۔۔۔ عمران دیدے نچا کر بولا تو کیا تمہارے لئے آرڈر دیا تھا۔ وہ چلی گئیں۔۔۔۔۔ اب میں بھی جا رہا ہوں۔۔۔ واہ یار۔۔۔۔۔۔۔ ذرا اپنی شکل تو دیکھو میں تمہیں چائے پلاؤں گا۔ ہاہا۔۔۔ ہپ شرافت کے دائرے سے باہر نہ نکلو۔۔۔۔۔۔ اسی آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں ازلی کمینہ ہوں عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ افسانہ نگار ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میری اصلیت بدل جائے۔۔۔۔۔۔ اگر لڑنے بھڑنے کا ارادہ ہو تو اس کیلئے بھی تیار ہوں اچھا نکلو باہر۔۔۔۔۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں تمہیں اتنے میں بیرے نے چائے لا کر میز پر رکھ دی۔ جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ عمران نے اسے روک کر کہا میرا بل لاؤ اس چائے کے دام یہی لوگ ادا کریں گے۔

وہ تینوں پیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔ لیکن کچھ بولے نہیں۔۔۔ ویٹر چلا گیا۔

اچھا پھر کبھی سمجھیں گے تم سے ان میں سے ایک آنکھیں نکال کر بولا۔

الجبرا اور جومیٹری سمجھا سکتا ہوں ارتھمیٹک کمزور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کسی اور سے سمجھ لینا ہاں عمران بالکل اسی طرح بولا جیسے کوئی استاد اپنے شاگردوں سے ہم کلام ہو ویٹر بل لایا۔۔۔ اور عمران نے اس کی قیمت ادا کی پھر تینوں کی طرف ایک چڑا دینے والی مسکراہٹ اچھالتا ہوا اٹھ گیا۔

وہ سمجھا تھا شاید وہ لڑکی فٹ پاتھ ہی پر مل جائے گی۔۔۔ مگر اسے مایوسی ہوئی۔۔۔ وہ دراصل اس لڑکی کے متعلق الجھن میں پڑ گیا تھا۔۔۔۔۔ حالانکہ بظاہر کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کی بناء پر اسے اس لڑکی کی طرف سے کسی قسم کی تشویش ہوتی۔۔۔۔۔۔۔ ویسے اس نے کرلچلدار کے دفتر میں اس سے بڑا مضحکہ خیز برتاؤ کیا تھا۔

الجھن اس کی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔فی الوقت وہ خود بھی اس الجھن کو نہیں سمجھ سکا۔۔۔کبھی کبھی اس کے ساتھ ایسا بھی ہوتا تھا وہ چند لمحے وہاں رک کر ایک طرف چل پڑا۔

ابھی اسے پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے متعلق مکمل معلومات نہیں حاصل ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔اسے یقین تھا کہ وہ کوئی کلیو نہیں ہوسکتا۔۔۔مگر اس کے متعلق اسے ایک ایسی عورت نے بتایا تھا جس کے سر پر شاید موت ہی سوار تھی اس لئے وہ اسے نظر انداز بھی نہیں کرسکتا تھا۔۔۔عمران خیالات میں اس طرح کھویا ہوا تھا کہ پیدل ہی چلتا رہا۔۔۔۔دن بھر کی تھکی ہوئی بھیڑ کارخانوں اور دفتروں سے نکل آئی تھی۔۔۔اور فٹ پاتھ سے گذرتے وقت لوگ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ عمران کو اس بھیڑ کا احساس بھی نہیں تھا۔۔۔وہ شانوں سے شانے رگڑتا۔۔۔رکتا۔۔۔رکا تا چلتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے محکمہِ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ

کیپٹن فیاض سے اس لڑکی کے متعلق کچھ اور بھی معلومات فراہم کرنی چاہیے جس کی لاش ڈیڑھ ہفتہ پہلے شارع عام پر پائی گئی تھی۔ وہ ایک پبلک کال بوتھ میں گھس کر فیاض کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ مگر یہاں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ فیاض گھر میں موجود نہیں تھا اور اس وقت آفس میں اس کی موجودگی ممکن تھی۔۔۔۔۔۔عمران بوتھ سے باہر آ گیا۔ فی الحال اس کی سمجھ میں نہیں ارہا تھا کہ اسے تفتیش کا آغاز کہاں سے کرنا چاہیئے، اسے شیلا یاد آئی۔ مگر وہ اسے کہاں تلاش کرتا۔ ویسے وہ طری طرح ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی۔

عمران پھر چلنے لگا۔۔۔۔۔۔ماہنامہ کمر لچکدار کے آفس میں یا اس کے سامنے والے ریستوران میں اس نے وقت نہیں بر بار کیا تھا۔۔۔کم ازکم وہاں کے ماحول سے اس نے یہ

اندازہ لگائا تھا کہ وہ پوسٹ بکس کا نمبر وہیں کا تھا تو اسے کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور دی جاسکتی ہے۔

کیا وہ ایک بار پھر اس جزیرے کا رخ کرے گا اس نے سوچا ساتھی ءاسے یہ بات بھی یاد تھی کہ وہ وہاں کیوں گیا تھا۔۔۔اسے مقتولہ کے باپ سے ملنا تھا لیکن اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اس کے پاس اس کی شہری جائے رہائش کا پتہ بھی موجود تھا۔۔۔

وہ چلتے چلتے ایک گلی مٗ مڑ گیا دراصل وہ ایک ٹیکسی چاہتا تھا اور خالی ٹیکسی اسے ایک دوسری سڑک پر مل سکتی تھی۔

ٹیکسی کے لئے اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ وہ کچھ دیر بعد ایک ٹیکسی والے کو مقتولہ کے گھر کا پتہ بتا رہا تھا۔

لیکن تھوڑی دور چلنے کے بعد ہی اسے ٹیکسی رکوا دینی پڑی کیونکہ اسے ایک دوکان پر وہی

لڑکی نظر آئی تھی جس نے ماہنامے کے دفتر میں اسے گرادیا تھا۔ وہ بڑی جلدی میں ٹیکسی ڈراؤر کے ہاتھ میں پیسے دیتا ہوا ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔

لیکن وہ کہیں رکا نہیں سیدھا اس دوکان پر چلا گیا یہ ایک جنرل سٹور تھا عمران لڑکی کے پیچھے کھڑا ہو کر شوکیسوں پر نظر ڈالنے لگا پھر کچھ دیر بعد آہستہ سے بولا آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے

لڑکی یک لخت اس کی طرف مڑی۔ اس کی آنکھوں سے حیرت جھانک رہی تھی اس نے دوکان دار سے کہا میں پھر آؤں گی۔ اور باہر نکل گئی لیکن عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ فٹ پاتھ پر پہنچ کر وہ رک گئی۔

کیا ارادے ہیں اس نے عمرام کع گھورتے ہوئے کہا

تمہیں چائے پلاؤں گا

تم مجھے وہ نہیں معلوم ہوتے جو نظر آتے ہو۔

میں حقیقتاً چمگادڑ ہوں مگر عام طور پر لوگ مجھے طوطا کہتے ہیں

کس چکر میں ہو

تمہارے چکر میں اب میں اتنا گاؤدی بھی نہیں ہوں کہ حاتم طائی کو لیلا مجنوں کی طرح کا سمجھ بیٹھوں

پھر لڑکی کے ہونٹ بھینچ گئے اس کی آنکھوں میں ایک خونخوار کی چمک لہرا گئی

میں دراصل تم تک پہنچنا چاہتا تھا عمران نے سر جھکا کر شرمیلے لہجے میں کہا۔

کیوں

پتہ نہیں کیوں جب سے تمہیں دیکھا ہے

شٹ اپ۔۔۔۔ کیا شامت آئی ہے

مجھے یہی توقع تھی عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور مغموم انداز میں سر ہلانے ل؛ گا پھر بولا تم اس ناکارا ایڈیٹر کو مجھ سے زیادہ قابل سمجھتی ہو۔

ہوش میں ہو یا نہیں ہم پہلی بار ملے ہیں

نہیں ہم میں تو بہت پرانے بے تکلفی ہیا گر یہ بات نہ ہوتو تم ٹانگ مار کر گراتی کیوں

میں یہاں اس جگہ بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کر سکتی ہوں

ارے جاؤ۔ جاؤ میں کیا تم سے کمزور ہوں۔ اب کہ گرا کر دیکھو چٹنی بنا دوں گا یہ تو تمہیں شادی کے بعد ہی معلوم پڑے گا کہ میں کیسا آدمی ہوں

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہیاب میرے پیچھے آئے تو خیریت نہیں۔

خیریت کی ایسی تیسیو ہ انگوٹھی کہاں ہے

کیسی انگوٹھی

منگنی کی انگوٹھیجو پچھلے سال میں نے تمہاری انگلی میں ڈالی تھی۔ اس کے بعد تم غائب ہو گئی تھی۔ آج ملی ہو میں کہتا ہوں یہ رشتہ ضرور ہو گا تمہارے والدین کع اب بھی منظور ہے

میں کہتی ہوں۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ ورنہ بہت برا ہو گا۔

کیا برا ہو گا زرا ٹھہرو میں اس ڈیوٹی کانسٹیبل کو بھی اطلاع دے دوں کہ تم میری منگیتر ہو۔ دیکھع بڑا بکھیرا ہو جائے گا بھیڑ لگ جائے گی یہاں میں بڑا بے حیا آدمی ہوں۔ میرا کچھ نہ

بگڑے گا۔ میں انسلٹ پروف ہوں۔

تم کیا چاہتے ہو لڑکی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ تمہارے گھر کا پتہ تاکہ مجھے بار بار دفتر کے چکر نہ لگانے پڑیں لڑکی چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر اپنے پرس سے وزٹنگ کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

میں کل ضرور آؤں گا۔۔۔ شکریہ

ٹھہرو۔۔۔ لڑکی ہاتھ اٹھا کے بولی مقصد کیا ہے

جب تک تم پتلون پہننا نہ چھوڑو گی میں تمہارا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ جس دن میں نے تمہیں غرارے، شلوار یا سکرٹ میں دیکھ لیا اسی دن سے تم میری بھی شکل نہ دیکھو گی

تم سے مطلب میں جو چاہوں پہنوں تم کون ہوتے ہو۔۔۔۔ لڑکی پھر جھنجھلا گئی۔

میں تمہارا منگیتر ہوتا ہوں اور اس وقت تک رہوں گا جب تک پتلون۔۔۔ تم مجھ نہیں جانتیں مجھے ایک عورت کے چلنے کا انداز ناپسند تھا۔۔۔ لہذا میں نے اس کے شوہر سے طلاق دلوادی۔۔۔ خلانکہ میرے پانچ ہزار روپے ضرور خرچ ہو گئے۔۔۔ لیکن۔۔۔ شہر

مُن وہ چیز تو نہ رہی جو مجھے ناپسند تھیتم پر بھی دو چار ہزار خرچ کر دوں گا۔ پھر تمہیں یا تو شہر چھوڑنما پڑے گا یا تو پتلون ارے تم خدائی فوگدار ہولڑکی دانت پیس کر بولی

خدائی فوج کا حوالدار میجر۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے سریلا کر کہا

لڑکی چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولیا گر میں شور مچا دوں کہ تم مجھ سے بدتمیزی کر رہے ہو تو

ارے خدا کے لئے مچاؤ بھیمیں یہی چاہتا ہوں کہ تم شور مچاؤ اتنی دیر سے جھک کیوں مار رہا ہوں مقصد یہی ہے۔ کہ تم شور مچاؤ۔۔۔

کیا کرو گیتم۔۔۔

دنوں کا کام گھنٹوں میں ہو جائے گا تم کل ہی سے پتلون پہننا چھوڑ دو گی کہو تو پوری سکیم بتا دوں۔۔۔ تم شور مچاؤ گی لوگ اکٹھا ہوں گیمیں کہوں گا یہ میری بیوی ہے۔ دو سال گزرے اپنے دادا زاد بھائی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔ کارڈ پر تمہارا نام زیبا تحریر ہے۔ مُن جنت یہی بتاؤں گا۔۔۔ کہوں گا یہ اسی لئے پتلون ڈالت پھرتی ہے کہ کوئی اسے پہچان نہ پائے۔۔۔ ۔چلو شور مچاؤ۔۔۔ ہاہا

کتے کمینیوہ کلکلا کر زیرلب بڑبڑائی۔

میں صرف دو منٹ تک تمہارے شور مچانے کا انتظار کروں گا۔

لڑکی یک لخت دوسری طرف پڑ کر چل دی۔ عمران نے بھی وہی حرکت کی۔ وہ مخلاف سمت مڑا تھا۔۔۔ پھر چلتے چلتے دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر چل پڑے۔

بظاہر عمران کی یہ حرکت احمقانہ تھی۔۔۔ لیکن حقیقتا اس کی تہ میں بہت کچھ تھا۔۔۔ زیبا کی بجائے اگر وہ کوئےلڑکی ہوتی تو عمران کی اس حلت پر ہلرڑ مچائے بغیر ہرگز نہ مانتی۔۔۔ مگر وہ صرف جھنجھلا کر رہ گئیایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے ضنط کر رہی ہے۔ عمران نے اس سے ایک ہی نتیجہ نکالا کہ اس کے یاتھ ضرور ملوث ہیں اس لئے وہ اپنی تشبیر سے ڈرتی ہے۔ اس وقت اس کا کسی قسم کا اقدام بھی پولیس کیس بن سکتا ہے۔ لیکن وہ پولیس کی نظر میں آنے سے کتراتی ہے۔ کیونکہ اس کا ضمیر بھی احساس جرم کا شکار ہے۔

(5)

سیکرٹ سروس کے آٹھویں ممبر جزیرے والی نمائش میں چکراتے پھر رہے تھے۔ ان کع شیلا نامی ایک لڑکی کی تلاش تھی جس کا حلیہ انہیں ایکس ٹو نے بتایا تھا۔۔۔ لیکن انہیں یہ بھی

معلوم نہیں تھا کہ ایکس ٹو کو اس لڑکی کی تلاش کیوں ہے۔۔۔

جولیا نافٹر واٹر اور سارجنٹ ناشار ساتھ چل رہی تھیسارجنٹ ناشاد بڑا پر رعب شہرہ رکھتا تھا۔ اس کی چڑھی ہوئی بھوری مونچھیں ہی سب کچھ تھیلوگ اس کی صورت دیکھ کر ہی لرز جاتے تھے۔ مگر وہ خوف اسی وقت تک قائم رہتا تھا جب تک وہ بولتا نہیں تھا۔ جہاں اس نے گفتگو شروع کی سارا وقار ختم ہو گیا۔ جولیا کو اس سے کچھ چڑ سی ہو گئی تھی۔ لیکن کام کی حد تک تو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ ویسے اگر وہ تنہا ہوتی تو تنویر ساتھ لگ گیا ہوتا اور تنویر کی معیت میں کوئی کام کر لینا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا کیونکہ وہ اسے اپنے دکھے ہوئے دل کی پکار سنانا شروع کر دیتا تھا سارجنٹ ناشاد کی بکواس اس کی

دنیا پر اس کے اشعار کے انگریزی ترجموں تک ہی محدود رہتی تھی۔ مگر آج وہ کچھ چپ چاپ سا تھا۔ جس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اسے صبح سے شراب نہیں ملی تھی۔ یہاں نمائش کے کسے بار مین بیٹھ کر وہ اپنی پیاس بجھا سکتا تھا۔ مگر ایکس ٹو کا خوف اسے ہر حال میں اطلاع ہو جاتے کہ سارجنٹ ناشاد نے ڈیوٹی پر شراب پی تھی۔

یہ لڑکی شیلا۔۔۔۔ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ کہیں ہمارے ایکس ٹو کی منظور نظر نہ ہو۔

بکواس ہے۔۔۔۔ ایکس ٹو جیسے لوگ عورتوں کی پرواہ کم کرتے ہیں۔ جولیا نے برا سا

منہ بنا کر کہا۔ وہ ایکس ٹو کے خلاف کوئی بڑا ریمارک سننا ناپسند کرتی تھی۔

ایکس ٹو سارجنٹ ناشاد نے طویل سانس لی۔ وہ شاید ہماری قبروں میں بھی گھس آئے گا۔

اچانک وہ چلتے چلتے رک گیا اور جولیا کو یہی محسوس ہوا جیسے ناشاد کو بتائے ہوئے حلیے کی لڑکی نظر آ گئی ہو۔ ناشاد بڑبڑایا۔

یہ عمران یہاں کیا کرتا پر رہا ہے۔

وہی جو دوسرے ہزاروں ادمی کرتے پھر رہی ہیں۔ کیا تم بھول گئے یہ ایک نمائش ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں یہ بھی اسے لڑکی کے چکر میں نہ ہو۔

یہ کیونکر ممکن ہے۔

اس آسانے تھریو والے کیس میں کیسے ممکن ہوا تھا مجرم تک کون پہنچا تھا ہم یا عمران۔۔۔ ۔ اسے کس نے پکڑا تھا۔ ایکس ٹو نے یا عمران نے۔۔۔

اگر عمران نا پکڑتا تو اسے ایکس ٹو ہی پکڑتا۔۔۔ تمہیں کس نے اطلاع دی کہ عمران اور

جولیا مجرموں کو لا رہے ہیں۔

تم ایکس ٹو کی اتنی طرف دار کیوں ہو۔۔۔۔

وہ میرا آفیسر ہے۔۔۔۔ کیا طرفدار ہونے کے لئے اتنای ءجواز کافی نہیں ہے۔۔۔۔

میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ میرا خیال ہے عمران کو اس لڑکی کے سلسلے میں ڈالنا چاہیئے۔۔۔۔ مگر تم شاید اس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس نے ایک بار تمہاری جان بچائی تھی۔

یہ غلط ہے اگر عمران نہ ہوتا تو ایکس ٹو کچھ نہ کچھ ضرور کرتا کیونکہ وہ حالات سے ناخبر تھا

میرے خدایا۔۔۔۔ تم بڑی احسان فراموش ہو جولیا۔۔۔۔

اس میں احسان فراموشی کی کوئی بات نہیں۔ اگر عمران بھی اس وقت کسی مصیبت میں پھنس جاتا تو کیا ہوتا تم خود سوچو کیا اس وقت ایکس ٹو ہم دونوں کو بچانے کی کوشش نہ کرتا۔

اونہہ چھوڑو۔۔۔۔ میں تو چلا۔۔۔۔ کچھ دیر اس سے چھیڑ چھاڑ ہی رہے گی۔ اس سے

گفتگو کرنے کا بڑا مزہ آتا ہے۔

سارجنٹ ناشاد نے آگے بڑھ کر عمران کو جا لیا۔ غیر ارادی طور پر جولیا بھی اسی طرف چل پڑی۔: کس چکر میں ہو دوستسارجنٹ ناشاد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کچھ نہیں سوچ رہا تھا کہ ابابیل کو لاطینی میں کیا کہتے ہیں عمران نے مڑ کر جواب دیا۔ پھر جولیا پر نظر پڑتے ہی بولا۔ اوہ 1 مس فولیا۔۔۔۔

جولیا۔ جولیا برا سا منہ بنا کر تصیح کی

اوہ معاف کیجیئے گا۔۔۔۔ نام مجھے ہمیشہ اسی طرح یاد آتے ہیں اور میں کا ی خدمت کر سکتا ہوں آپ لوگوں کی ویسے آج یہاں آٹھوں موجود ہیں۔

یہ بہت بڑی بات ہے کہ تم آصٹھوں کو پہچانتے ہو۔۔۔۔ سارجنٹ ناشاد نے کہا شاید شہر میں تم تنہا آدمی ہو جسے ہمارا علم ہے۔:

اس میں بڑائی کیا ہے سارجنٹ شاداب

شاداب نہیں ناشاد۔۔۔۔ ناشاد

ایک ہی بات ہے۔۔۔۔ ہاں تو کیا بڑائی ہے عمران نے لاپروائی سے سر ہلا کر کہا۔

بڑائی تو اسے وقت معلوم ہوگی جب تم کسی سے اس کا تزکرہ کیرو گے

یعنی جس سے بھی اس کا تزکرہ کروں گا وہ تمہیں گالیاں دے گا کیوں

تم تزکرہ کر کے دیکھ لو۔۔۔۔ کیا حشر ہوتا ہے تمہارا۔۔۔

سارجنٹ ناشاد جولیا نے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔ اس جگہ کتنی دیر ٹھرنے کا ارادہ ہے

جب تک بیچارہ عمران آصپ لوگوں کی حیثیت نہ بھول جائے۔

عمران نے سر ہلا کر مغموم لہجے میں کہا۔

اچھا دوست پھر تم دیکھ ہی لینا۔۔۔۔ سارجنٹ ناشاد کہتا ہوا آگے بڑھ گیا جب جولیا بھی چلنے لگی تو عمران نے کہا کیا خیال ہے۔۔۔ اس موسم میں کافین اچھی رہے گی۔

نہیں شکریہ۔۔۔ جولیا نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ عمران اس کا تعاقب نہیں کرے گا اس کی دانست میں اسے اس کا علم ہی نہ رہا ہوگا کہ سیکرٹ سروس والے یہاں کیوں آ بیٹھے۔

ایک جگہ وہ سب آ ملے۔۔۔ ان سب کے ملنے کا ماحصل یہ تھا کہ وہ شیلا کے پتہ لگانے میں اب تک ناکام ہی رہے تھے۔۔۔ عمران جولیانا فٹزواٹر اور سارجنٹ ناشاد کے علاوہ کسی اور کو نہیں ملا تھا اس لئے اس کا تزکرہ نہیں کای گیا تھا۔۔۔ وہ سب ہی اسے پہچانتے تھے لیکن اس کے متعلق ان کی رائے اچھی نہیں تھی۔

اب ہمیں ساپس جانا چاہیئے تنویر نے کہا۔

جولیا کے عل؛ اوہ سب نے اس سے اتفاق کیا۔ جولیا کا خیال تھا کہ وہ اس وقت ٹھہرے گی جب تک کہ نمائش کا اختتام نہ ہو جائے اور اس نے ان سے بھی یہی کرنے کو کہا تھا۔

بے کار بات۔۔۔ جعفری بولا۔ ہنم نے یہاں کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی جہاں سے تلاش نہ کیا ہو۔ اور پھر کیا یہ آرڈر تھا کہ نمائش کے اختتام تک ہم یہیں رکیں۔

میں تو رکوں گی۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اس کی یہ بات فیصلہ کن بھی تھی کیونکہ کچھ دیر بعد ساری ممبر وہاں سے چلے گئے تھے۔

جولیا مختلف ہوٹلوں اور ریستاران کے چکر لگاتی رہی۔۔۔۔ وہ آج بڑی پرکشش نظر آ رہی تھی کیونکہ وہ آج سکرٹ کہ بجائے ساڑھی میں تھی۔ ساڑھی میں وہ ہمیشہ اچھی لگتی تھی۔۔

۔ ۔اس کی عمر چابیس سے کم نہیں تھی ۔لیکن پتپ نہیں کیوں اس کے چہرے پر ابھی پکا پن نہیں آیا تھا انداز میں بعض اوقات شرمیلے پن کی جھلکیاں نظ 4 رآنے لگتی تھی ۔ ۔ ۔ ۔اسے ایکس ٹو کے خواب نظر آنے لگے ۔جب بھی اسے کوئی سنجیدہ یا پروقار آدمی نظر آتا وہ اس کے متعلق ساچنے لگتی کہ کہیں وہ ایکس ٹو ہی نہ ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔وہ ایسے آدمی کو کچھ دیر تک گھورتے رہتی حتی کہ وہ لوگ بھی اسے محسوس لکر لیتے ۔ان میں سے بعض تو غلط فہمی میں ہی مبتلا ہو جاتے ۔ ۔ ۔ ۔جولیا سے یہ ہمیشی بے خیالی میں ہی سرزرد ہوجا اور جب وہ خیالت کی زندگی سے باہر آتی تو اسے بڑی شرمندگی ہوتی ۔ایسا ہی کچھ واقعہ آج پیش آیا ۔وہ چلتے چلتے تھک گئی تھی اس لئے ایک ریستوران میں جا کر اس نے ایک ویٹر سے کافی کا آرڈر کیا ۔اگر ایکس ٹو شراب پسند ہوتی تو وہ شراب ہی آرڈر کرتی پہلے وہ کبھی کبھار پی لیا کرتی تھی ۔لیکن جب اسے پتہ چچلا کہ ایکس ٹو شرابیوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا ۔تب سے ایک بوند بھی اس کے لئے حرام ہو گئی تھی ۔

وہ کافی کی چسکیاں لیتی رہی ساتھ ہی اس کی نظر ارد گرد بھی بھٹکتی رہپی ۔

یہاں درجنوں خوش پوش جوڑے نظر آری ء تھے اچانک اس کی نظر ایک آدمی پر جا کر رک گئی ۔اس کا دل دھڑ کنے لگا یہ آدمی بھی ایسا ہی تھا جس پر ایکس ٹو کا دھا کا ہوسکتا تھا ۔وہ قریب رقین ایسا ہی تھا وہ ایکسٹو کو سمجھتی تھی ۔یعنی ایکس ٹو کے جیسے تصریویں اس نے اپنے زہن میں بنا رکھی تھی ۔بھرا ہوا اسا پروقار چہرہ، کشادہ پیشانی اور آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئیں جسم پر معمولی

کپڑے کا سوٹ، لیکن رکھ رکھاؤ میں سلیقہ اور ستھرا پن ۔ ۔ ۔سادہ سی ٹائی وہ خیالت میں کھو کر اسے گھورتی رہی ۔ ۔ ۔ ۔بار بار اسے لگا کہ وہ چیف آفیسر ایکس ٹو ہے ۔اس سے سوال پوچھ بیٹھے کہ وہ اس کا پراسرا ۔ ۔ ۔

پھر وہ اس وقت چونکی جب بیڑا خالی برتن سمیٹنے لگا اب وہ ادمی بھی اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہا تھا ۔جولیا نے جلد ہی بل ادا کیا اور باہر نکل آئی ۔ابھی تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ کسی نے اس کے قریب سے کہا زراسنئیے گا ۔

جولیا رک کر مڑی ۔لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی دھڑکن تیز ہو گئی کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جسے وہ ریستوران میں ایکس ٹو سمجب کر گھورتی رہی تھی ۔

کیا آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہیں اس نے بڑے ادب سے کہا ۔

جی ۔ ۔ ۔نن ۔ ۔ ۔نہیں کیوں

میں سمجھا تھا شاہد اپ مجھے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسیب پہچاننے کی کوشش کر رہی ہوں

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہیجو لیا نے کہ کر آگے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ قریب سے گزرتے ہوئے کسی بھیڑ نے دھکا دیا تھا ۔وہ گرتے گرتے بچی ۔اچانک اس آدمی نے مجمع پر ایک

چھانگ لگائی اورگریناب سے پکڑتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ کیا حرکت تھی۔ اس نے اس کا گریبان گھنگھوڑتی وہیئے کہا۔ ئیہ ادمی بھی خوش پوش ہی تھا اس سے الجھ پڑا۔ لیکن ریستوران والا آدمی اس سے زیادہ طاقتور معلوم ہوتا تھا۔ اس نے دو چار گھونسوں میں ہی اسے زمین دکھا دی۔۔۔۔ اس کے گرد مجمع یکٹھا ہو گیا۔ جولیا بری طرح بوکھلا گئی تھی۔ لوگوں کے پوچھنےراس نے آدمی سے کہا اس نے اس خاتون کو جان بوجھ کر دھکا دیا تھا۔۔۔

پولیس کو۔۔۔۔ پولیس کو دو چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔ اور وہ آدمی جولیا کی

طرف دیکھنے لگا۔ جولیا جلدی سے بولی۔ نہیں جانے دیجئیے میں خواہ مخواہ بات بڑھانا نہیں چاہتی۔۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

آپ ہی لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے غنڈے سرکشی کرنے لگے ہیں اس نے جواب دیا۔

مار کھانے والا زمین پر بیٹھا بغلیں جھانک رہا تھا۔ اچانک وہ اٹھ کر بھاگا اور لوگ اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔

ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہیئے۔ جولیا نے کہا۔

جیسی آپ کی مرضیوں سے میں محسعس کر رہا ہوں کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس بھیڑ

میں موجود تھے۔ لیکن مصلحتا خاموش رہے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ نمائش کے باہر ان سے بھی نمٹنا پڑے۔

ہوسکتا ہیجو کیاے کہا۔ پھر آپ کیا کریں گے۔۔۔۔

کچھ نہیں دیکھا جائے گا۔۔۔۔ ان کمبختوں سے کوئی جگی خالی نہیں ہے۔ پہلیب یہ غیر ملکیوں سے گھبراتے تھے۔ اب انہیں بھ پریشان کرنے لگے ہیں۔ آپ اطالوی ہیں۔

نہیں۔۔۔۔ سوئیس۔۔۔۔

اوہو تب ہی آپ میں اتنی مشرقیت ہے۔ اطالوی اور سوئیس لڑکیاں بھی ہماری لڑکیوں کی طرح شرمیلی ہوتی ہیں۔۔۔۔ دیکھیئے اپ اس مشرقی لباس میں قریب قریب مشرقی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ ویسے میں صرف اپ کے لجے سے ہی آپ کو غیر ملکی سمجھا تھا۔ اچھا چلیئے۔ میں اپ کو گھاٹ تک پہنچا دوں۔

نہیں آپ کو تکلیف ہوگی۔

اس کی فکر نہ کیجیئیو رنہ اپ شکاہت کریں گی کہ ایک اجنبی دیش میں اپ کے ساتھ بدسلوکی کی گئی

نہیں میرے دیس میں بھی برے آدمی بستے ہی اور اپ کی طرح شریف بھی۔

وہ چلتے رہے حتی کہ نمائش کے احطے سے بھی نکل آئے۔ باہر بھی آنے جانے والوں کی خاصی بھیڑ موجود تھی۔ اسے گھاٹ تک جانا تھا۔

دفعتا کسے نے قریب سے ہی کہا۔ یہی تھا۔ اور تین چار ادمی جولیا کے ساتھی پر ٹوٹ پڑے۔ جولیا اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی۔ لیکن اس کا آدمی اتنی دیر میں دو آدمیوں کو نیچے گرا چکا تھا۔ پھر تیسرے کو بھی جولیا نے ہوا میں اچھلتے دیکھا۔ ایک ہی گھعنسے نے اسے زمین پر پہنچا دیا۔ باقی لاگ بھاگ نکلے لوگ پھر ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خاصی بھیڑ ہوگئی اور ان تینوں کو بھی بھاگنے کا موقع مل گیا۔ انہوں نے بڑی مشکل سے لوگوں کے استفسارات سے پیچھا چھڑایا۔۔۔۔۔ اور اب وہ بھی تیزی سے گھاٹ کی طرف جا رہے تھے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ پولیس کو رپارٹ دے دی جائے۔ جولیا کے ساتھی نے کہا۔

ہونا تو یہی چاہیئے۔ جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ لیکن بعد کی پریشانیوں ب دردسر ہوجائیں گی۔ تفتیش ہوگی۔۔۔۔ مقدمہ قائم ہوگا۔ ایسی دوسری جھنجھٹیں۔

ہاں۔۔۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ اس کے ساتھی نے آہستہ سے کہا۔

بہرحال جولیا کی جان میں جان ائی کیونکہ وہ بحث کو آگے بڑھانے کی بجائے وہ متفق ہو گیا تھا۔

دونوں جلد ہی گھاٹ سے اتر کر ایک لانچ میں بیٹھ گئے۔

ٹھیک تین بجے رات کے جولیا کے فون کی گھنٹی بجی۔ وہ بے خبر سو رہی تھی۔ گھنٹی متواتر بج رہی تھی۔ ظاہر ہے اس وقت ایکس ٹو کے علاوہ کون فون کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ جولیا اسے پوجتی تھئی۔ لیکن میٹھی نیند شاید سب سے افضل ہوتی ہے۔ ورنہ وہ جھنجھلاتی کیوں۔ اس نے لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

ہیلو اس نے بھرائی آواز میں کہا اور بدلی میں اسے ایکس ٹو کی آواز سنائی دی۔

کیوں کیا وہ تمہارے گھر پر آیا تھا

کون

وہی جس نے تمہیں غنڈوں سے نجات دلوائی تھی۔۔۔۔

تو کیا سچ مچ وہ آپ ہی تھے۔ جولیا نیند کی جھونک میں پوچھ بیٹھی۔ وہ اب بھی اونگھ رہی

تھی۔

احمق لڑکیوں کی طرح خواب نہ دیکھا کرو ایکس ٹو کی غصیلی آواز نے اسے چانکا دیا۔۔۔ ۔وہ کہہ رہا تھا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے میں ایک ایسے گروہ کے چکر میں ہوں۔ جو شریف اور بھولی بھالی لڑکیوں کو پیشہ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اوہ جولیا کی نیند بالکل غائب ہوگئی۔ میں نہیں سمجھی۔

حالانکہ تمہاری آواز سے ظاہر ہے کہ تم سب کچھ سمجھ گئی ہو۔

جی۔۔۔ تو کیا

ہاں۔۔۔ تم اسی گروہ کے ایک آدمی کے چکر میں پڑ گئی ہو۔ وہ اسی وقت تمہارے پیچھے لگا ہوا تھا جب تم اپنے دوسرے ساتھیوں سے الگ ہوئی تھی۔ بہر حال کہنے کا مطلب ہے کہ تم اس آدمی سے ہوشیار رہنا۔ جو کچھ بھی ہوا تھا ایک اچھا خاصا ڈرامہ تھا۔

تو کیا آپ نے اسی لئے مجھے وہاں بھیجا تھا۔ جولیا نے شکایت آمیز لہجے میں پوچھا۔

نہیں میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ تم ایک سمارٹ قسم کی لڑکی ہو۔۔۔۔ مگر اسے کیا کہا جائے کہ تم ساڑھی میں بالکل بدھو معلوم ہوتی ہو ویسے حسن ضرور بڑھ جاتا ہے۔۔۔۔

جولیا اس ریمارک پر شرما گئی۔۔۔۔

اچھا سنو ایکس ٹو کی آواز بھرائی۔ ہاں تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کیا وہ تمہارے ساتھ تمہارے فلیٹ بھی آیا تھا۔

جی نہیں میں نے اخلاقا اسے کہا بھی تھا۔۔۔ مگر وہ جلدی کا بہانہ کر کے چلا گیا۔

اپنی شرافت اور بے غرضی ظاہر کرنے کے لئے بہر حال وہ پھر تم سے ملنے کا مستقبل قریب ہی میں مگر تم یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اس کی طرف سے مطمئن ہو۔ اس سے حایف ہونے کی ضرورت نہیں وہ پھر تم سے ملے گا میں تم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں گا

کاش میں آپ کو دیکھ سکتی ہوں

کیا کرو گی۔۔۔۔۔۔ یہ ایک فضول خواہش ہے جو شاید کبھی پوری نہ ہو سکے۔

پھر ایکس ٹو نے جولیا کی بات کا انتظار کیے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا جولیا نے ایک طویل

سانس لی اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں غم کے سائے نظر آ رہی تھے۔

(7)

دوسری رات عمران اسے لڑکی کے مکان کے سامنے موجود تھا 1 جس سے ماہنامہ کمر لچک دار کے آفس میں ملاقات ہوئی تھی۔ پہلے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہ گھر پر موجود ہے یا نہیں شاید وہ ابھی دفتر سے واپس نہ ہوی ہو۔ عمران نے زرا سی دیر میں اس کے متعلق بہتیری معلومات حاصل کر لیں وہ وہاں تنہا رہتی تھی۔۔۔ پڑوسیوں سے اس کی شناسائی نہیں تھی کبھی کوئی اس سے ملنے نہیں آتا تھا۔ راتیں گھر پر ہی گزارتی تھی پڑوسیوں کا خیال تھا کہ وہ بے مغرور ہے۔۔۔ کسی نے آج تک اسے زنانی لباس میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔ سردیوں میں پتلون اور چمڑے کی جیکٹ پہنتی تھی اور گرمیوں میں قمیض اور پتلون پتلون

بھی زنانہ تراش کی نہیں ہوتی تھی۔

ٹھیک چھ بجے وہ مکان کی طرف آتی دکھائی دی عمران نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔۔۔ لیکن وہ عمران کو دیکھتے ہی گھبرا گ ء۔

ہائیں۔۔۔ عمران دیدے نچا کر بولا۔ پھر وہی پتلون

یہاں تم پٹ جاؤ گی لڑکی نے خود کا سنبھال کر کہا۔ بہتر ہے چپ چاپ چلے جاؤ

پٹ جانا میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا سمجھیں۔۔۔ لیکن اب تمہیں یہ شہر چھوڑنا پڑے گا۔۔۔ تم شاید میری باتوں کو مزاق سمجھتی ہو۔۔۔۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا کہ میں پچھلی رات ایک منٹ کے لئے بھی سو نہیں سکا۔۔۔ رات بھر تمہاری پتلون مجھے غصہ دلاتی رہی میری ہڈیاں سلگاتی رہی اور آج ڈبج سے میں نے تمہارے خلاف مواد اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔ اس وقت میرے پاس اتنی اطلاعات ہیں کہ خدا کی پناہ۔۔۔ ایک بار پھر کہتا ہوں یا پتلون پہننا ترک کر دو یا شہر چھوڑ کر چلی جاؤ شٹ اپ اس نے برا سا منہ بنا کر کہا اور آگے بڑھ گئی

پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ عمران نے بلند آواز سے کہا اور وہ اس طرح مڑی جیسے پشت پر گولی لگی ہو۔۔۔۔۔ وہ پلک جھپکائے بغیر طعمران کع دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے پاس اکر رک گئی۔۔۔ عمران اسے بولنے کا موقع دیے بغیر بولا۔

شاید کمر لچکدار کے ایڈیٹر کو یہ معلوم نہیں کہ تم بڑی رقم کے منی آرڈر بھی وصول کرتی ہو۔۔۔ کیوں

خدائی فوجدار تمہیں اس سے کیا غرضبس پتلون پہننا چھوڑ دو پھر اس کے بعد میری شکل بھی نہ دیکھو گیکل رات سے صبح تک تم نے میرے پانچ سو روپے خرچ کر دیے۔

مجھ پر کیوں

آہا تو کیا یہ معلومات مجھے مفت معلوم ہوئی ہیں 1 اگر میاں نے تمہیں کل بھی پتلون میں دیکھا تو تم جیل میں دکھائی دو گی۔

لڑکی کچھ نہ بولی اس کے چہرے پر سراسیمگی کے اثرات تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بھر بازار میں چوری کرتے پکڑی گئی ہو

بس میں کل تک اور انتظار کروں گا عمران بڑبڑایا۔ اور صبح ہی تمہارے دفتر کے سامنے پر ایک نظر ڈالوں گا۔۔۔۔ اگر تم نے میرا کہنا مان لیا تو پھر تم مجھے کبھی اپنے قریب نہیں دیکھو گی۔ سمجھیں۔۔۔۔ دوسری صورت میں کیا ہو گا یہ تم خود ہی سمجھ سکتی ہو۔ ویسے تمہیں سکرٹ ،غرارے یا ساڑھی میں دیکھ کر یہ بھلا دوں گا کہ تم مجرموں اور سازشوں کے ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہو۔

اب میں پتلون نہیں پہنوں گی وعدہ کرتی ہوں

ہاہا۔۔۔ وری گڈ عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر واپسی کے لئے مڑا۔۔۔

سنیئے تو سہیلڑکی نے روکا۔

بس اب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے پیر واہ مت کرو عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔ اور تیز قدموں سے چلتا ہوا ایک گلی کی طرف مڑ گیا

(8)

کیپٹن جعفری باہر نجانے کے لئے تیار تھا جیسے ہی اس نے کوٹ کی آستینوں میں ہاتھ ڈالے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔۔۔۔ جعفری نے جھلا کر کوٹ کو میز پر ڈال دیا اور رسیور اٹھا کر دھاڑا۔

ہیلو

آہا دوسری طرف سے آواز آئی۔ تم یقیناً اپنے فون کے میٹر کو صدمی پہنچاؤ گے۔

اوہ۔۔۔ آ پگڈ مارننگ سر جعفری بوکھلا گیا کیونکہ آواز ایکس ٹو کی تھی۔

مارننگ دوسری طرف سے آواز آئی۔ تمہارے لئی ایک کام ہے۔

فرمایئے جناب

ماہنامہ کمر لچکدار کے دفتر میں ایک لڑکی کام کرتی ہے۔۔۔۔ مس زیبا نصروانجی بلڈنگ کے گیارویں فلیٹ میں رہتی ہیاس کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں۔ وہ کن لوگوں میں اٹھتی بیٹھتی ہیاس کے متعلق صبح شام کی رپارٹ مجھے ہر روز چاہیئے۔ تمہارے آسانی کے لئے یہ بھی بتادوں کہ فرائض میں ڈاک وصول کرنا بھی اس کی زمہ داری ہے۔ اور وہ پوسٹ آفس جا کر وہیں سے ڈائریکٹ ڈاک وصول کرتی ہیپوسٹ بکس نمبر دوسو تیرہ ہیتمہیں دیکھنا ہے کہ وہ روز کتنے منی آرڈر وصول کرتی ہے۔ اور دفتر میں کتنی رقم جمع کراتی ہے۔

پوسٹ بکس نمبر۔۔۔ کس آفس کا ہے

جعفری کبھی کبھی عقل بھی استعمال کرلیا کرو۔

میں نہیں سمجھا جناب جعفری پھر باکھلا گیا

جب پوسٹ بکس نمبر کے ساتھ آفس کا نام نہ لیا جائے تو نمبر ہر حال میں جنرل آفس کا ہی ہوتا ہے

اوہ۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔ جی ہاں میں سمجھتا ہوں

خیر۔۔۔۔ توفی الحال تمہیں اتنا ہی کرنا ہے

بہت بہتے جناب

سلسلہ منقطع ہوگیا ار جعفری ریسیور رکھ کر کوٹ پہننے لگا ساتھ ہی وہ کچھ بڑا منہ بنائے کچھ بڑ بڑائے بھی جا رہا تھا۔

(9)

سارجنٹ ناشاد ایک غزل کہہ رہا تھا۔۔۔۔ سامنے رکھے ہوئی کاغز پراس نے بہت سے قوافی لکھ رکھے تھیان قافیوں میں ایک ایک مصرہ کہہ کر ان پر گرہیں لاگتا جا رہا تھا اچانک مصرے میں اسے گاڑی رکتی ہوئی سے محسوس ہوئیاس نے اس کی تقطیع شروع کروادی۔

فلم جاناں۔۔۔۔ ابے کھٹ کھٹ۔۔۔ لہو بن کر۔۔۔ ابے کھٹ کھٹ۔۔۔۔ ہا۔۔۔ تھیک ہے۔۔۔۔۔ فہم جاناں لہو بن کر ٹپک آنکھون سے کچھ یوں بھی۔۔۔۔ ابے کھجٹ کھٹ۔۔۔۔ ابے کھٹ کھٹ۔۔۔ ابے کھٹ کھٹ۔۔۔۔ ابے کھٹ کھٹ سارجنٹ ناشاد

اسے طرح مصروں کی تقطیع کرتا تھا۔۔۔ قاعلاتم فاعلات کے بکھیرے آج تک اس کی سمجھ میں ہی نہیں آتے تھیا ویسے وہ دوسرے شعرا کو عروض سے ہی کندہ ناشاد بتایا کرتا تھا

جب بھی کبھی نشست مین شاعری کی بات چھڑتی یہ شعرا کے عروض لے کر بہتھ جاتا۔۔۔ ۔ اوراس کے ہم نشین جو اس سے زیادہ نہیں ہوتے تھے اس کی ہاں میں یاں ملانے بیٹھ جاتے۔ ۔۔۔ سارجنٹ ناشاد فوجی آدمی تھا تعلیم بھی واجبی ہی سی تھ اس کے باوجود اسے جغت استاد ہونے کا دعوی تھا اقور اس کے ساتھ والے بھی اس کی استادی کے قائل تھکیونکہ اکثر راس کے شعروں میں میر و غالب جیسے شعرا کے اشعار بھی لڑ جاتا یسے ہی ایک موقع پر کسی نے اعتراض کر دیا۔۔۔ سارجنٹ ناشاد دھڑ سے بولا تو لد ہوا ہیاور پھر ایک زوردار قہقہہ پڑا پھر اچانک اسے یاد آیا کہ اسے تولد نہیں توارد کہتے ہیں پڑاب کیا ہوسکتا تھا اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اب خود بھی قہقہوں میں شامل ہو جائیمشاعروں میں بڑے ٹھسے سے جاتا۔۔۔ اس وقت اس کے جسم پر فوجی وردی کی بجئے چوڑی دار پجامہ ہوتا۔۔۔ سر پر لکھنوئی ٹوپی۔۔۔

۔ کلے میں پان دبا کر اس طرح چلتا جیسے پنڈلیوں میں ادا سے پھٹی جا رہی ہوں۔۔۔ مگر اس وقت وہ نشے میں ضرور ہوتا تھا

بہرحال یہ تھا ناشاد۔۔۔ اس محکمے میں کیوں تھا اس کا جواب شاید عمران کے علاوہ کوئی

نہیں دے سکتا تھا۔

اس وقت ناشاد بہت زور و شور سے غزل کہہ رہا تھا۔۔۔ منتحن شدہ یہ قوافی میں مصرے ہو چکت تھیصرف گرہیں لگانی باقی تھی پھر اچانک فون کی گھنتی بجی اور وہ اس طرح اچھلا جیسے کسی نے اسے مشاعرے کے ڈائس سے نیچے پھینک دیا ہو۔ وی جانتا تھا کہ یہ فون یا تو جولیا کا یا تو ایکس ٹو کا ہوسکتا تھا اس نے بڑی احتیاط سے فون اٹھایا

ناشاد۔۔۔ دوسری طرف ایکس ٹو کی آواز تھی۔ غزل ہو رہی ہے

نہیں جناب۔۔۔ میں پرانے کیسوں کی فائل الٹ رہا تھا قسم لے لیجئے جو سال بھر سے آدھا مصرعہ بھی لکھا ہو۔

اچھا تو سبو تمہیں شداب نگر جانا ہے۔ وہاں ماڈل گرلز اسکول مین ایک استانی ہے۔ اس کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں۔ کس قسم کی معلومات فراہم کرو گے؟

وہ یعنی۔۔ یعنی کہ۔۔۔ سارجنٹ ناشاد ہکلا کر رہ گیا۔

میں اس کی عمر نہیں معلوم کرنا چاہتا۔۔۔ نہ عاشقوں کی تعداد سمجھے۔

جی ہاں۔۔۔ جی ہاں۔ ناشاد بوکھلا کر رہ گیا۔

پھر کیا معلوم کرنا چاہتا ہوں؟

جی۔۔۔ وہ۔۔۔ یہ۔

شٹ اپ وہ بہت حسین عورت ہے ایکسٹو نے کہا۔ تم اس پر نظم کہنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگوں سے ملتی جلتی ہے۔

کہ کوئی اس کی نگرانی تو نہیں کر رہا۔

جی ہں میں سمجھ گیا۔

تم شراب پی کر تفتیش کے لیئے نکلو گے؟

ارے جناب لاحول ولا قوۃ۔۔۔ میں نے بالکل ترک کر دی ہے۔ یعنی میرا مطلب ۔ ڈیوٹی پر بالکل نہیں پیتا۔ یقین فرمایئے۔

اس سے وشق کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔

بہت بہتر جناب۔۔۔۔

(10)

کیپٹن خاور ایکسٹو کے حکم سے اس لڑکی کے باپ کی چھان بین کر رہا تھا۔۔۔ جس کی لاش سڑک پر پائی گئی تھی۔۔۔ اس نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے ایکسٹو کے مخصوص نمبر ڈائل کیئے جو ٹیلیفون ڈائریکٹری میں نہیں تھے،

جی ہاں۔۔۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا، اب وہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس کی لڑکی ہی کی لاش تھی۔۔۔ وہ مسٹر ہارپر کا مینیجر ہے۔۔۔ ہارپر کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔

وہ بے انداز دولت کا مالک ہے۔

ہاں میں ہارپر کو جانتا ہوں۔ تم نے مقتولہ کے متعلق اور کیا معلوم کیا؟

وہ ایک خوش مزاج اور باسلیقہ لڑکی تھی دائرہ احباب زیادہ وسیع نہیں تھا۔ جس لڑکے کو چاہتی تھی وہ اس کے ماں باپ کو پسند نہیں تھا۔

بس تم نے یہی ایک کام کی بات معلوم کی ہے۔۔ اچھا پھر اس لڑکے کا کیا بنا؟

اوہو۔۔ اس کے متعلق تو میں بھی کچھ معلوم نہیں کر سکا۔ کیپٹن خاور نے کہا۔

ہاں تمہیں سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ لڑکی کی کوش مزاجی اور کوش سلیقی کے متعلق پہلے معلوم کرو۔۔ کیپٹن کاور۔

جی جناب۔

ا ج کل تم نے اپنی عقلوں کو چھٹی دے رکھی ہے۔۔۔ ایکسٹو نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔ اچھا مجھے اس لڑکے کا نام اور پتہ بتاؤ۔

عادل پرویز۔۔ سردار منزل۔۔۔ فلیٹ نمبر سات

اچھا بس۔ متھارا کام ختم۔ ایکسٹو نے کہا اور سلسلہ منقطع ہو گیا،

(11)

جولیا واٹر اس ملاقات کو اتفاقیہ سمجھتی اگر ایکسٹو سے پہلے اس موضوع پر نہ گفتگو کر چکی ہوتی، وہی آدمی جس نے لڑکیوں کے جزیرے مین اسے غنڈوں سے بچایا تھا۔ ایک جنرل اسٹور میں مل گیا۔ جولیا کاسمیٹکس خرید رہی تھی یک بیک اس کی نظر کاؤنٹر پر دا ہی طرف پڑی، اسے وہی آدمی نظر آیا۔ وہ مختلف قسم کے پائپ دیکھ رہا تھا اور اس میں اتنا منہمک تاھ کہ شاید اس کو جولیا کی موجودگی کی خبر ہی نہیں تھی۔ پہلے تو جولیا نے سوچا کہ چپ چاپ نکل جائے لیکن پھر۔۔۔ ایکسٹو کی ہدایت کا خیال آ گیا وہ سوچنے لگی ممکن ہے ایکسٹو بھی یہیں کہیں ہو۔

ایک بار دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔ لیکن اس آدمی کے چہرے پر بدستور وہی اجنبیت برقرار رہی۔۔۔ وہ پھر پائپوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔ ایسا معلوم ہوا جیسے وہ جولیا کو نہ جانتا ہو۔ اس نے کاسمیٹکس خریدیں اور انکا پیکٹ سنبھالتی ہوئی باہر نکل آئی۔ وہ شاید ابھی

تک کوئی پائپ منتخب نہیں کر سکا تھا

جولیا غیر ارادی طور پر باہر رک گئی۔ اس کے بازوؤں میں سنبھالا ہوا پیکٹ زیادہ وزنی نہیں تھا۔ اس لیئے اسے وہاں ٹھہرنا گراں بھی نہیں گزرا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی باہر آیا۔۔۔ فٹ پاتھ پر ہی رک کر چاروں طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے کسی کی تلاش ہو۔۔ جولیا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی۔۔۔ اس نے ایک بار پھر جولی کی طرف دیکھا اور اس انداز میں دوسری طرف دیکھنے لگا جیسے بعض اجنبی راہگیر ایک

دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ جولیا نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

وہ چونک پڑا اور ندامت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ معاف کیجیئے گا یہ میری بدقسمتی ہے۔۔۔ ویسے میں یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں نے آپکو کہاں دیکھا تھا۔

تعجب ہے آپ اتنی جلدی بھول گئے ابھی چار ہی دن پہلے کی بات ہے ہم دونوں جزیرے والی نمائش میں ملے تھے اور آپ نے مجھے ان غنڈوں سے بچایا تھا

اوہ۔۔ ہاں۔۔ اف فوہ۔۔۔ میں بھی کتنا بھلکو ہوں۔۔ مجھے یاد آ گیا کہیئے آپ اچھی تو ہیں نا۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ جلد از جلد جولیا سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔۔۔۔ لیکن کسی مجبوری نے پیر پکڑ رکھے ہوں۔۔۔ وہ بار بار سر اونچا کر کے ادھر ادھر دیکھنے لگتا۔

کیا آپ کو جلدی ہے؟ جولیا نے پوچھا۔ آہاں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ مگر کوئی ٹیکسی نظر نہیں آ رہی۔ میری کار تین دن سے ایک گیراج میں پڑی ہوئی ہے۔

اوہ تو چلئے میری گاڑی موجود ہے اس میں پریشانی کی کیا بات ہے

نہیں آپ کو تکلیف ہو گی۔

ہائیں اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔ مجھے تو خوشی ہو گی۔

وہ اسے اپنی کار کے قریب لے گئی اور وہ پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

وہیں بیٹھیں گے آپ؟ جولیا نے پوچھا۔

جی ہاں ٹھیک ہے۔

اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا کہاں چلیئے گا؟

کیرال اسکوائر میں رہتا ہوں۔۔۔ ریکسن اسٹریٹ۔۔۔ دیکھیئے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔

جولیا نے ہکلا سا قہقہہ لگایا۔ اور کار چل پڑی۔۔۔ ریکسٹن اسٹریٹ تک خاموشی ہی رہی۔ جولیا کچھ نہ بولی۔ اور نہ پراسرار آدمی نے کچھ کہا۔

کیرال اسکوائر کے سامنے کار روک کر جولیا نیچے اتر آئی۔ لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہ آدمی پچھلی سیٹ پر نہیں ہے۔ جولیا راستے بھر خیالات میں الجھی رہی تھی۔ اس نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی

لیکن یہ تو لازمی بات تھی کہ روانگی کی جگہ سے یہاں تک اس نے ٹریفک کانسٹیبل کے اشارے پر چوراہوں کے قریب گاڑی روکی ہو۔ وہ پچھلی سیٹ کی طرف گئی مگر سیٹ کالی نہیں تھی۔ وہاں پر کپڑے کی ایک گٹھری سی نظر آ رہی تھی۔ مگر اس نے یہ گٹھری پراسرار آدمی کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔

وہ اسے کھولنے کے لیئے جھک پڑی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی ہیلی کوپٹر میں بیٹھی ہوئی ہو اور وہ ہیلی کوپٹر بڑی تیزی سے زمین کی طرف جا رہا ہو۔ اس کی آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا اور پیشانی پر پسینہ پھوٹ پڑا۔

گٹھری میں ایک نوزائدہ بچے کی لاش تھی وہ اسے بدحواسی میں جلدی سے ڈھانک کر اگلی سیٹ کی طرف بڑھ۔۔۔ اور دروازہ کھلوکر اسٹیرنگ کے سامنے ڈھیر ہو گئی وہ جلدی یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔ بہر حال میں۔۔۔ لیکن ابھی وہ کار بھی اسٹارٹ نہیں کر پائی تھی کہ ایک آدمی دروازہ کھول کر اس کے برابر آ بیٹھا یہ صورت ہی سے کوئی لفنگا معلوم ہو رہا تھا۔ ہر لحاظ سے ہو کوئی برا آدمی تھا۔ جولیا کانپ کر رہ گئی۔ اس نے پرسکون لہجے میں کہا۔ گھبراؤ۔۔۔ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے جملہ انگریزی میں ادا کیا تھا مگر لہجہ پڑھے لکھوں کا سا نہیں تھا۔ اس نے پھر کہا۔ گاڑی چلاؤ اور اسے دریا کی طرف لے چلو۔۔۔ بقیہ باتیں وہیں ہوں گی۔

جولیا نے با دل نخواستہ کار اسٹارٹ کی۔۔۔ لیکن اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ کار چل پڑی تو اس آدمی نے کہا۔ محترمہ ایسے کام رات کی تاریکی میں سرانجام دیئے جاتے ہیں وہ تو کہیئے میری نظر پڑ گئی۔ ورنہ آپ بڑی مشکل میں پڑ جاتیں۔۔۔ اب میں بہت تھوڑے معاوضے پر آپ کا یہ کام کروادوں گا۔۔۔ کسی کوکن وکان خبر نہ ہو گی مگر یہ کیا حماقت تھی۔ آپ بیچ سڑک پر کار روک کر گٹھری کھولنے لگیں جولیا کچھ نہ بولی اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔

یہ شاید۔ اس آدمی نے کہا۔ آپ کی سہیلی کا بچہ ہے۔ یا آپ کی بہن کا۔ ا پکا تو نہیں ہو سکتا مجھے یقین ہے۔

میں کچھ نہیں جانتی۔ جولیا نے بھاری ہوئی آواز میں کہا۔ کسی نے مجھے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔

ارے اب مجھ سے کیا پردہ۔ میں تو آپ کی مدد کرنے جا رہا ہوں۔ اس طرح اسے ٹھکانے لگاؤں گا کہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہو گی۔۔۔ آپ صرف سو روپے مجھے دیجیئے گا۔۔۔

۔غریب آدمی ہوں زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ویسے اگر آپ بڑے دادا کے چکر میں پڑ گئی ہوتیں تو وہ ایک ہزار سے کم نہ لیتا۔ جولیا کچھ ایسی بدحواس تھی کہ سب کچھ بھول گئی تھی اسے صرف بچے کی لاش یاد تھی اور یہ آدمی جو یک بیک اس طرح مسلط ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے پھر کہا، ایسے کاموں کے لیئے مجھے ہمیشہ یاد رکھیئے۔۔۔ میں آپ کو اپنا پتہ دوں گا۔۔ اوہ ٹھہریئے۔۔۔ وہ اگلی گلی ہے نا۔۔۔ اس کے سامنے کار روک لیجیئے گا۔ وہاں چائے خانے میں میرا ایک دوست ہے۔ اسے بھی ساتھ لے لوں گا وہ مجھ سے زیادہ چالاک ہے۔

جولیا نے سوچا موقع بہت اچھا ہے۔۔۔ یہ اپنے ساتھی کو بلانے کے لیئے جائے گا اور میں چپ چاپ کھسک لوں گی۔ مگر وہ جولی سے بھی زیادہ ہوشیار تھا۔

جولیا نے گلی کے پاس کار روک دی۔ اسے توقع تھی کہ وہ اتر کر جائے گا لیکن اس نے وہیں کار میں بیٹھے بیٹھے پان والے کو آواز دی۔۔۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پکار کر کہا۔ زرا شارٹی کو بھیج دے۔

پان والے نے جولیا کو اس طرح دیکھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔ پھر وہ خود ہی اپنی دکان سے کود کر چائے کانے میں جا گھسا۔۔۔ دو یا تین منٹ بعد ایک آدمی ہوٹل سے نکلا اور سیدھا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔۔ وضع قطع سے کوئی دیسی عیسائی معلوم ہوتا تھا۔

شارٹی پیچھے بیٹھ جاؤ۔ جولیا کے قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

یہ خاتون مصیبت میں ہیں میں ان کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔

بڑی اچھی بات ہے۔ شارٹی نے پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کار چل پڑی پھر آگے بیٹھے ہوء آدمی نے کہا۔ دریا کی طرف محترمہ۔ پھر وہ شارٹی کو بتانے لگا کہ اسے ایک بچے کی لاش دکھائی دی۔ جب وی ریکسٹن اسٹریٹ میں کسی کا انتظار کر رہا تھا اور انہیں ہر حال میں ان خاتون کی مدد کرنی چاہیئے۔

تم بالکل گدھے ہو۔ شارٹی بولا۔ خوامخواہ کسی کے پھٹے میں ہاتھ ڈالتے ہو۔۔۔۔

ا پ ہی سمجھ بوجھ لیتیں۔ ان سے پوچھو دے بھی سکیں گی سو روپے۔ کام تو بڑا خطرناک ہے۔

اتنی دیر میں جولیا کو سچ مچ یہ محسوس ہونے لگا جیسے وہ مجرم ہی ہو۔ نوزائدہ بچے کی لاش اسی سے رعلق رکھتی ہو۔

میں دوں گی۔۔۔ سو روپے اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ لیکن یہاں اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہیں۔

دیکھا بیٹا۔ شارٹی نے قہقہہ لگایا۔ میں نا کہتا تھا۔ کیوں اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔

ا پ کے پاس سوس روپے نہیں ہیں؟ آگے بیٹھے آدمی نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

نہیں یہاں نہیں ہیں لیکن واپسی میں آپ میرے گھر چل سکتے ہیں۔

نہیں گھر ور نہیں جانا۔ وہ ہتھے سے اکڑ گیا۔ یا تو آپ یہیں سو روپے ادا کیجیئے۔ یا پھر میں آپ کو سیدھا پولیس اسٹیشن لے جاؤں گا۔

پولیس اسٹیشن کے نام ہی سے جولیا بوکھلا گئی۔ وہ وہاں اپنی اصلی حیثیت بھی نہیں ظاہر کر سکتی تھی۔ اصلی حیثیت تو ظاہر کرنے کا یہ مطلب تھا کہ وہ محکمے ہی سے الگ کر دی جاتی اور الگ ہو جانے کے بعد زندگی جیسی گزرتی ظاہر تھی محکمہ اتنی معقول تنخواہ کہ وہ ایک کار بھی رکھ سکتی تھی۔ رئیسوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی۔ اس کے خیال سے وہ کانپ گئی۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ ایکسٹو کو ان حالات کی خبر ضرور ہوگی۔ اور وہ اس کی طرف سے غافل نہ ہوگا۔۔۔ مگر اس وقت وہ کیا کرتی پولیس اسٹیشن تک معاملات کا پہنچ جانا ایکسٹو کے لیئے بھی نا قابل برداشت ہوگا۔

دیکھئے آپ اتنی مہربانی کیوں نہی کرتے۔ جولیا منمنائی۔

ہم جیسے لوگ اگر مہربانی کرنے لگیں تو خود بھوکوں مر جائیں۔ ہم سے تو کسی کو ہمدردی بھی نہ ہو۔

پھر آپ جو کچھ بھی کہیئے میں کرنے کو تیار ہوں۔

پولیس اسٹیشن۔ وہ غرایا۔

یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ۔۔۔؟

ٹھہریئے میں بتاتا ہوں شارٹی نے پچھلی سیٹ سے کہا۔ آپ ہمیں ایک تحریر دے دیجیئے گا۔

نہیں۔ ا گے بیٹھے ہوئے آدمی نے غصیلی اواز میں کہا۔ تحریر کیا ہوگی نہیں روپے۔

تم پھر گھدے پن کی باتیں کر رہے ہو۔۔۔ ایک شریف خاتون ہیں ان کا اعتبار کرو ایک تحریر کافی ہوگی جب یہ ہمیں رقم ادا کریں گی ہم تحریر واپس کر دیں گے۔

تحریر کیا ہوگی؟ جولیا نے پوچھا۔

یہی کہ میں ایک نوازائدہ بچے کی لاش چھپا کر پھینکنے کے لیئے جا رہی ہوں بچے کی بائیں

ران پر ایک سیاہ داغ ہے۔ یہ میری سہیلی وما دیو کا ناجائز بچہ تھا۔ میں نے اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اوما دیوی دیوی کو بدنامی سے بچانا چاہتی ہوں۔ میں یہ سب کچھ باہوش و حواس لکھ رہی ہوں۔

اس تحریر سے کیا ہوگا؟ جولیا نے پوچھا۔

اگر آپ روپے ادا کریں گی تو یہ تحریر آپ کو واپس کر دی جائے گی۔ ورنہ دوسری صورت میں اس کا پولیس اسٹیشن پہنچ جانا لازمی ہوگا لاش ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

جولیا کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

بس تو پھر ٹھیک ہے گاڑی روکیئے میں آپ کو کاغز قلم دیتا ہوں یہ رہی میری ڈائری۔ بس اسی پر لکھ دیجئے۔ پھر ہم آپ کو آگے جانے کی بھی زحمت نہ دیں گے۔

جولیا نے سڑک کے نارے کار روک دی۔ اب اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آ رہے تھے اس نے کہا۔ لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ تحریر دے دینے کے بعد بھی آپ مجھے دھوکا نہیں دیں گے۔ یعنی ہوسکتا ہے کہ آپ لاش میری گاڑی میں ہی چھوڑ جائیں نہیں۔۔ ہم بد عہدی نہیں کریں گے۔ شارٹی نے اطمینان دلایا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا اس کی ڈائری پر اس کے قلم سے لکھ رہی تھی۔ وہ جو کچھ بھی بولا وہ لکھے گئی۔ آخر میں اس نے اپنا صحیح نام اور پتہ بھی لکھ دیا۔ وہ مطمئن تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ جو بھی کر رہی ہے ایکسٹو کی پسند کے مطابق ہوگا۔ ہوسکتا ہے وہ اسے چارہ بنا کر شکار کھیل رہا ہو۔ ایسی صورت میں اسے وہی کرنا چاہیئے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔۔۔

اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ نام اور پتہ درست ہی ہوگا۔ شارٹی نے ڈائری واپس لیتے ہوئے کہا۔

اگر آپ میرا ڈرائیونگ لائسنس دیکھنا چاہیں تو پیش کر دوں اس پر بھی یہی پتہ تحریر ہے۔

اوہ۔۔ ہاں۔۔ یہ ٹھیک ہے۔۔۔ دکھایئے ذرا۔

جولیا نے اسے اپنا ڈراؤنگ لائسنس دکھایا اور وہ مطمئن ہوگیا۔

مگر جولیا نے کہا۔ آپ ان روپیوں کی ادائیگی کس طرح چاہتے ہیں؟

جب آپ کہیں۔۔۔ ہم وصول کر لیں گے۔

ا پ میں سے ایک آدمی اس وقت بھی میرے ساتھ چل سکتا ہے۔ لیکن دوسرے کو یہیں

اترنا پڑے گا۔

ارے بس ختم کیجئے۔ شارٹی نے مسکرا کر کہا۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے ہم کسی دن بھی آپ کے گھر آ جائیں گے۔

جب دل چاہے جولیا بولی۔

وہ دونوں اتر گئے۔۔ شارٹی گٹھری اٹھائے ہوئے تھا۔ یہ لوگ دریا سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے، ۔ اور یہ سڑک بھی قریب قریب ویران ہی تھی۔ جولیا نے بڑی جلدی کار گھمائی اور شہر کی طرف بھاگ نکلی۔

(12)

عمران کافی دیر سے زیبا کو ہنسا رہا تھا۔ اور وہ اس طرح گھل مل گئی جیسے وہ دونوں برسوں پرانے دوست ہوں۔ وہ اب ساری میں رہنے لگی تھی۔ اور آج کو دہی عمران کو سڑک کے ایک فٹ پاتھ پر مل گئی تھی۔ عمران تو منہ چرا کر نکلا جا رہا تھا۔۔۔ عمران نے اسے کہا بھی کہ وہ اسے نہیں جانتا۔ وہ دونوں زندگی میں پہلی بار مل رہے ہیں لیکن زیبا سر ہوگئی۔ وہ کہنے لگی جو کچھ بھی ہو

وہ اس کی دوستی کی خواہش مند ہے۔ اور اب زندگی بھر پتلون نہیں پہنے گی۔ پھر وہ دونوں ایک اچھے سے کیفے میں جا بیٹھے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زیبا اسے چھوڑنا ہی نہ چاہتی ہو۔

عمران نے کئی بار اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن زیبا نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔

اچھا زیبا صاحبہ برسبیل تزمرہ ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ اس سے مجھے غرض نہیں ہے۔

ضرور پوچھئے میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ اپنے متعلق سب کچھ بتاؤں گی۔

پوسٹ بکس نمبر دوسو تیرہ کے متعلق بھی بتا دیجئے۔ عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔ اور زیبا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں لیکن اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔

اس کے متعلق۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ آخر آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟

بس یونہی۔۔۔ مجھے الجھاؤ کو سلجھانے میں لطف آتا ہے۔۔۔ تمہارے متعلق چھان بین

کرتے وقت یہ چیز سامنے آئی تھی اور میں اب بھی الجھن میں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے پچھلے چار دنوں میں کتنی رقم وصول کی ہے اور کتنی ماہنامے کے دفتر میں جمع کی ہے۔

یہ مجھ سے نہ پوچھیئے۔ زیبا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

خیر نہ بتاؤ۔۔۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہیں ایک دن میری مدد کی ضرورت محسوس ہوگی۔

ا پ میری کیا مدد کریں گے؟

میں۔۔۔ میں تمہیں اس طرح نہیں مرنے دوں گا جس طرح دوسری لڑکیاں مرتی ہیں میں تمہارے چہرے پر کسی وزنی گاڑی کا پہیہ نہیں چلنے دوں گا اگر تمہیں ایسے ہی انجام کا خوف نہ ہوتا تو تم نے میرے متعلق ان لوگوں کو بہت کچھ بتا دیا ہوتا۔۔۔ تم جانتی ہو کہ تمہیں ایسی صورت می زندہ رکھنا پسند نہیں کریں گے جب تمہاری اصلیت کسی دوسرے پر ظاہر ہو جائے۔۔۔ ماہنامے کا ایڈیٹر تم ہر اوتماد کرتا ہے مگر تمہاری اصلیت سے واقف نہیں ہے۔۔۔ اور تم اسے دھوکا بھی نہیں دیتیں اس کی رقتومات ان کے حساب میں جمع ہو جاتی ہیں۔۔۔ مگر بڑے منی آرڈروں اور بیمس کا اسے بھی علم نہیں ہے۔

ا پ بہت کچھ جانتے ہیں سچ بتائیے آپ کون ہیں؟ زیبا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ

کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

بس، میں ایک بیضرر شہری ہوں بس اور کچھ نہیں۔۔۔ مجھے تفریحات کے لیئے بہت وقت لگتا ہے اور میری تفریح یہی ہے کہ میں بے تکی حرکتیں کرتا پھروں مثلا یہی کہ تمہیں پانوں کا استعمال چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔

ا پ میرے دوست ہیں؟

یقیناً۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

تو پھر آپ اس گفتگو کو اب یہیں ختم کر دیجیئے۔ ورنہ سچ مچ میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔

چلو ختم کر دیا۔۔۔ اچھا اب مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔۔ ہم دوست ہی کیسے جب ایک دوسرے کے متعلق کچھ نہ جانیں۔

میرے متعلق بھی آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے۔

میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ تمہارا نام زیبا ہے لیکن زیبا خود تمہارا ہی منتخب کی اہوا

نام ہے ورنہ تمہارا نام زہرہ جمال ہے مگر تمہین مرد بننے کا خبط ہے۔ ۔ ۔ ایک زمانے میں تم زہرہ جمال کے بجائے مریخ جلال ہوگئی تھیں۔ اور اسی وقت سے تم پتلون پہنتی آ رہی تھی۔ ۔ ۔ پھر تم نے اپنا نام زیبا رکھ لیا۔ ۔ کیونکہ مریخ جلال مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ ۔ ۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تم اس گروہ میں کیسے آ پھنسیں۔

اوہ میرے خدا۔ ۔ ۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں اور اگر آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں تو پھر آپ ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہیں وہ لوگ آپ کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔

اوہ میں سمجھتا ہوں می جانتا ہوں کہ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں مگر اب میں اس گروہ کا قلع قمع کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں میں اسے توڑ دوں گا تم دیکھتی رہو

مجھے یقین نہیں ہے۔ کیا آپ کی پشت پر پولیس ہے؟

نہیں میں بالکل تنہا ہوں ہر وقت تنہا رہتا ہوں۔ حتی کہ میری جیب میں ایک قلمتراش تمہیں نہ ملے گا۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ میں اس گروہ کو توڑ دوں گا کیا کبھی ضمیر ملامت نہیں کرتا؟

کبھی نہیں۔ زیبا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ میرے دل می انسانیت کے لیئے زرہ برابر بھی

ہمدردی نہیں ہے میں تباہی اور بربادی دیکھنا چاہتی ہوں۔ نوع انسان کی تباہی اور بربادی کو اہ وہ ایٹم بموں کے زریعے ہوا ہو خواہ ان ایٹوں کے زریعے جو انسان کے جسم و زہن میں ہائے جاتے ہیں۔ میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں اس سے شرمندہ نہیں ہوں۔ مجھے آدمیوں ہی نت تباہ کیا ہے۔ مجھے میرے باپ نے تباہ کیا ہے سوتیلی ماں نے تباہ کیا ہے۔ وہ دونوں مجھ پر بے انتہا مظالم کرتے تھے۔ میں بچی تھی۔ جو نا تھی اس وقت میرا باپ مجھے بیدوں سے پیٹا کرتا تھا۔ سوتیلی ماں جو عمر میں مجھ سے تھوڑی ہی بڑی تھی مجھے بھوکا رکھتی تھی۔ ۔

۔ خوامخواہ مجھے آوارگی اور بد چلنے کے الزام دیتی تھی۔ حالانکہ میں مقدس فرشتوں کی قسم کھا سکتی ہوں کہ اس وقت میں پاکدامن تھی مجھے نفرت ہوگئی عورتوں سے نفرت ہوگئی۔ مردوں سے نفرت ہوگئی۔ حتی کہ ماں بننے سے بھی نفرت ہوگئی جو ہر عوت کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ اب میں بہت خوش ہوں۔ ۔ ۔ لڑکیاں کو دکو بیچتی ہیں۔ میں ان سے رقمیں وصول کر کے انہیں پہنچاتی ہوں جو لڑکیوں کو عصمت فروشی پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ لڑکیاں خود تباہ ہوتی ہیں اور اب معاشرے کو تباہ کر رہی ہیں۔ میرے باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہو رہا ہے اور میری سوتیلی ماں ایسی لڑکیاں جن رہی ہے جو اس کا کلیجہ ٹھنڈا کریں گی۔ ۔ ۔ اس سیلب کو کون روک سکے گا۔ ۔ ۔ کوئی نہیں کوئی بھی نہیں۔

نہیں تم اتنی بری نہیں ہو جتنی خود کو سمجھتی ہو۔ عمران نے سر ہلا کر سنجیدگی سے کہا۔

تمہارا ضمیر زندہ ہے۔ تم اسے برا سمجھتی ہو۔ اسے تباہی سمجھتی ہو مگر تم خود ایک آگ میں سلگ رہی ہو اس لیئے تمہیں اس عظیم جہنم کی آنچ محسوس نہیں ہوتی ویسے تم اسے جہنم ہی سمجھتی ہو۔ جنت نہیں وہ لوگ جو اس کے زمہ دار ہیں ان لوگوں کے ضمیر البتہ مردہ ہو چکے ہیں کیونکہ یہ انکا مزنس ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ اس کام سے تمہین مالی منفعت ہوتی ہوگی۔

نہیں میں اپنا پیٹ پالنے کے لیئے ماہنامے کے دفتر میں کام کرتی ہوں انہوں نے مجھ سے بھی پیشہ کرانا چاہا تھا مگر میں نے صاف منع کر دیا کہ میں مردھوں۔ پھر وہ کافی عرصے تک مجھے لڑکیوں کو پھانسنے کا کام سونپتے رہے۔ ہھر اس کام پر لگا دیا۔ اچھا بس اب مین اور کچھ نہیں بتاؤں گی۔

میں خود ہی نہ پوچھوں گا۔۔۔ کیونکہ اس سے زیادہ تم جانتی ہی نہ ہوگی۔ کیا تم اس آدمی سے واقف ہو جو اس گروہ کا سرغنہ ہے

نہیں میں نہیں جانتی۔

پھر تم سے کچھ پوچھنا ہی فضول ہے۔ میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تم وہ رقمیں کسے بھیجتی ہو

میں اگر بتا دوں تو تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ختم کرو۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم ساری رقم کو بڑے نوٹوں میں تبدیل کر کے ایک پیکٹ بناتی ہو اور سڑک پر لگے ہوئے ایک لیٹر بکس میں ڈال دیتی ہو۔ پیکٹ سادہ ہوتا ہے اور اس پر کسی کا نام یا پتہ تحریر نہیں ہوتا۔

کیا آپ کوئی سرکاری سراغرساں ہیں۔ زیبا نے اسے گھور کر پوچھا۔

نہیں می ایک بے ضرر شہری ہوں تم اس کی فکر نہ کرو۔ اگر تماہار دل چاہے تو اپنے گروہ سے بھی میرا تزکرہ کر سکتی ہو۔ حالانکہ ان میں سے کسی کو بھی تم نہ جانتی ہوگی میرے علم می یہی ہے کہ میں ان لوگو کے طریقہ کار سے بھی واقف ہوں تم اگر چاہو تو اس پیکٹ می ایک خط رکھ سکتی ہو۔ سرغنہ کو میرے وجود کا علم ہو جائے گا۔

نہیں میں ایسا نہیں کروں گی۔

جان کے خوف سے؟ عمران نے پوچھا۔

نہیں مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہے۔

پھر کیا بات ہے۔۔۔؟

کچھ بھی نہیں میں صرف اپنا کام سرانا جم دینا چانتی ہوں اور بس۔ میرے گرد وپیش کیا ہو رہا ہے اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔

خیر۔ عمران نے ایک طویل انگڑائی لی اس شہر مُن ایک دن کون کے دریا ضرور بہیں گے۔ جس کی تمام تر زمہ داری مجھ پر ہی ہوگی۔

ہاں تم مجھے ایسے ہی معلوم ہوتے ہو۔ زیبا نے کہا اور خاموش ہوکر سوچنے لگی۔

(13)

ٹیلیفون کا ریسیور بڑی دیر سے جولیا کے ہاتھ میں تھا اور وہ ایکسٹو کو اپنی پتا سنا رہی تھی۔ جب وہ کاموش ہوئی تو دوسری طرف سے آواز آئی۔

بالکل پرواہ نہ کرو۔۔ سب کچھ میری نظر میں ہے۔۔۔ میں اس وقت بھی تم سے زیادہ دور نہیں تھا جب تم شارٹی کی ڈائری میں کچھ لکھ رہی تھی۔۔۔ اگر تم اسے وہ تحریر نہ دیتیں تو مجھے بہت صدمہ ہوتا۔۔۔ تم واقعی ذہین ہو۔

مگر اس کا انجام؟

انجام۔۔۔ تم مطمئن رہو۔ ان میں سے کوئی بھی تم سے سو روپے وصول کرنے نہین آئے گا اب سرا کام خط وکتابت کے زریعے ہوگا۔۔۔ تم چونکہ غیر ملکی ہو اس ل یئے اونچے طبقے میں بہت جلد مقبولیت حاصل کرسکتی ہو۔ لہزا خایل ہے کہ تم سے کم از کم ایک ہزار روپے ہفتہ وار کا مطالبہ کیا جائے گا۔

لعنت ہے۔ میں ایک آدھ کو شوٹ کردوں گی جولیا جھنجھلا گئی۔

اس طرح ت سارا کھیل بگاڑ دو گی می کہتا ہوں نہ کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

اب میرے لیئے کیا کام ہے؟

اب تمہارے لیئے بہت ہی اہم کام۔ تمہارے علاوہ کوئی اسے انجام نہیں دے سکتا۔۔۔۔ سردار منزل کے ساتویں فلیٹ میں ایک لڑکا عادل رہتا ہے۔ اس سے دوستی کرو۔ وہ اس مقتولہ کا دوست تھا جس کی لاش کچھ دن پہلے ملی تھی۔۔۔ تم نہایت آسانی سے اس لڑکی رابعہ کی سہیلی بن سکتی ہو بلکہ تم اس سے یہ بھی کہہ سکتی ہو کہ تم رابعہ کی رازدار تھیں یعنی ان دونوں کے رومان کا تمہیں علم تھا۔۔۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ رابعہ نے کبھی تمہرا تزکرہ نہی کیا۔۔۔ اس کے جواب میں زیادہ باتیں بنانے کی کوشش نہ کرنا بلکہ لاپروائی سے کہہ دینا کہ نہ کیا ہوگا۔۔۔ بقیہ میں تمہاری زہانت پر چھوڑتا ہوں۔

کیا آپ میرے کام سے مطمئن ہیں۔۔۔؟

بہت مطمئن ہوں جولیا۔ تم بہت زہین ہو۔۔۔ بقیہ لوگوں سے کہیں زیادہ۔۔۔

میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ جولیا نے کسی ننھی سی بچی کی طرح منمنا کر کہا۔

کیا کروگی۔۔۔ اس سے کیا فائدہ تم نے مجھے سینکڑوں بار دیکھا ہے مگر نظر انداز کر گئیں۔ میں اس قابل ہی نہیں ہوں کی تم مجھے ایکسٹو سمجھ سکو۔

میں آپ کو۔۔۔۔ جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

ہاں کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

کچھ نہی۔۔ جناب میں خود بھول گئی۔ جولیا بوکھلا کر بولی۔

اچھا بس۔ اب اپنا کام شروع کر دو۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ جولیا بڑی دیر تک ریسیور ہاتھ میں لیئے بیٹھی رہی۔

(14)

شیلا غائب۔۔ ناہید غائب شیلا کا تو خیر پتہ ہی نہیں معلوم تھا۔ لیکن ناہید فی الحقیقیت شداب نگر کے ماڈل گرلز اسکول کی ایک استانی تھی گرلز اسکول میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک ماہ کی چھٹی پر ہے۔۔۔ اور گھر پر یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ پچھلے کئی دنوں سے لا پتہ ہے۔۔۔ عمران کے لیئے یہ لمحہ فکر یہ تھا یوں تو اس کے سامنے کئی مجرم تھے اور وہ انہیں ہر وقت پکڑ سکتا تھا لیکن یہ اس کے پروگرام میں نہیں تھا۔ وہ تو دراصل اس گروہ کا طریقہ کار معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اسی کے زریعے اس کی رسائی اصل مجرم تک ہو سکتی تھی۔ پوسٹ بکس نمبر دوسو تیرہ کی تفتیش کرا کے وہ زیبا تک پہنچا تھا۔۔۔ پھر زیبا کے زریعے وہ لیٹر بکس اس کے علم میں آیا جہاں وہ ایک مخصوص تاریخ پر بڑے نوٹوں کا ایک پیکٹ ڈالا کرتی تھی۔ اب وہ لیٹر بکس اس کی توجہ کا مرکز تھا۔

اس کی تلاش اسے اس لیئے تھی کہ وہ اس سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا تھا وہی بات جس کی طرف شیلا نے اشارہ کیا تھا یعنی ناہید ان لوگوں کو اطلاع دے گی کہ شیلا ایک سرکاری سراغرساں کے چکر میں پھنس گئی ہے۔ شیلا کی یہ بات درست بھی نکلی تھی کیونکہ تھوڑی دیر بعد دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں چند نا معلوم آدمی نا صرف داخل ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اندر گھسنے کی بھی کوشش کی تھی۔۔۔ ایسی صروت میں فی الحال اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا تھا کہ

ناہید نے انہیں اطلاع دی ہوگی۔۔۔ لہٰذا اب عمران یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ انہیں اطلاع دینے کے لیئے کونسا طریقہ اختیار کیا تھا۔

عمران نے ناہید کے لیئے بہت تگ و دو کی لیکن اس کا سراغ نہ مل سکا۔۔۔ ابھی ایک پیچیدہ مسلہ باقی تھا مقتولہ رابعہ کی لاش۔۔۔ جسے اس کی ماں نے رابعہ کی لاش تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا لیکن اس کے جسم پر رابعہ ہی کے کپڑے تھے۔ حتی کہ پیر کے زخم پر پٹی بھی وہی تھی جو رابعہ نے اپنے پیر کے زخم پر باندھی تھی۔۔۔ لیکن اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ رابعہ کی لاش ہرگز نہیں تھی۔ رابعہ کی ماں اگر بیان نا بھی دیتی تو بھی اس میں شبہ باقی رہ جاتا کہ یہ رابعہ کی لاش ہے۔۔ کیونکہ پیر کے زخم کی پوسٹمارٹم رپورٹ کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔۔۔ ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ پیر کا زخم موت سے پہلے کا نہیں ہوسکتا۔ وہ موت کے بعد ہی وجود میں آیا ہوگا۔۔۔ بہرحال اس سے عمران نے نتیجہ اخز کیا کہ کسی اور کی لاش رابعہ کی لاش بنا کر منظر عام پر لائی گئی تھی۔۔۔ مقصد جو بھی رہا ہو۔ مقصد ہی معلوم کرنے کے لیئے جولیا کو عادل پرویز کے پیچھے لگایا تھا۔

ا ج تو عمران زیبا اور لیٹر بکس کے چکر میں تھا۔ کیونکہ آج معمول کے مطابق وہ پیکٹ کو لیٹر باکس میں ڈالنے والی تھی عمران کو یقین تھا کہ زیبا نے اپنی اور اسکی گفتگو کے متعلق اپنے گروہ والوں کو مطلع نہ کیا ہوگا۔۔۔ وہ کافی چالاک تھی۔ اس نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ گروہ والو کو آگاہ کر دینے کے بعد وہ محفوظ نہ رہ سکے گی۔ وہ کسی ایسے آدمی کو کب چھوڑنے لگے جو پولیس کی نظ میں آ گیا ہو

عمران کی نظر میں ناہید اور شیلا کا غائب ہو جان بھی اس بات کا کھلا ہوا ثبوت تھا کہ گروہ والوں کی کسی نئی سازش کا شکار ہوگئیں اور یہ بات اسے شیلا نے ہی بتائی تھی کہ گروہ کے لیئے کام کرنے والی لڑکیوں کے برے انجام کی اطلاع ہر لڑکی کو دی جاتی ہے۔ انہیں منبہ کیا جاتا ہے کہ پولیس والوں کی نظر میں آ جانے کے بعد انکا بھی وہ انجام ہوسکتا ہے۔

عمران آج صبح ہی سے زیبا کے پیچھے لگا رہا تھا آج یہ کام وہ خود ہی کرنا چاہتا تھا اس لیئے میک اپ بھی کرنا پڑا۔۔۔ چونکہ زیبا اسے بہت قریب سے دیکھ چکی تھی اس لیئے اسے میک اپ کے بغیر چلنا دشوار ہی تھا۔

زیبا نے حسب معمول پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے منی آرڈر وصول کیئے پوسٹ آفس سے واپسی کے بعد بقیہ وقت دفتر ہی میں گزرا۔۔۔ پھر اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑی۔ پانچ بجے سے آٹھ بجے تک فلیٹ ہی مین رہی۔۔۔ آٹھ کے بعد پھر باہر آئی۔۔۔ ایک ٹیکسی لی اور کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوگئی۔ عمران اپنے ٹوسیٹر میں بیٹھا اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ گیرال اسٹریٹ کے موڑ پر زیبا اتر گئی۔ اب وہ گیرال اسٹریٹ میں پیدل چل رہی تھی۔ عمران

نے اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا ایک پیکٹ دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے علانیہ لئے جا رہی تھی اچانک ایک جگہ عمران نے اسے جھک کر کوئی چیز اٹھاتے دیکھا وہ جلدی سے آگے بڑھ آیا۔ زیبا وہی پیکٹ زمین سے اٹھا رہی تھی۔ وہ غالباً ایک کیفے سے نکلنے والے پانچ چھ آدمیوں کی بھیڑ سے الجھ گئی تھی اور اسی دوران میں پیکٹ بھی اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔۔۔ جو بات بھی رہی ہو عمران یہ نہیں دیکھ سکا کہ پیکٹ کیسے گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ زیبا پیکٹ اٹھا کر ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ عمران اس کے پیچھے چلتا رہا لیکن اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے۔۔

لیٹر بکس گیرال اسٹریٹ کے آخری سرے پر تھا۔ زیبا نے وہ پیکٹ اس میں ڈال دیا اور بغیر توقف سے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔ عمران وہیں کھڑا رہا جہاں رکا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ بھی آگے بڑھا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر لیٹر بکس میں ڈالنے لگا۔ وہ دراصل لیٹر بکس میں لگے ہوئے قفل کی ساخت دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ پھر اپنی جگہ واپس آ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ چونکہ پہلے سے اس مہم کا پروگرام تھا اس لئے ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ وہ رات بھر یہیں سڑک پر رک کر لیٹر بکس کی نگرانی کرنا چاہتا تھا۔ کار اس نے سڑک پر چھوڑ دی تھی۔۔۔۔ اسی کار میں پھٹے پرانے کپڑوں کا جوڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے ایک دوکان سے سلیمان کو فون کیا کہ وہ کار وہاں سے لے جائے۔ اس کا نوکر سلیمان ایک اچھا خاصا ڈرائیور بھی تھا۔۔۔۔۔ اسے فون کرنے کے بعد کار کی طرف آیا۔ اس میں سے پرانے کپڑوں کی گٹھری نکالی اور قریب ہی کے ایک پبلک پیشاب خانے میں جا گھسا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ وہاں سے برآمد ہوا تو حلیہ ہی اور تھا، جسم پر وہی پھٹا پرانا لباس تھا اور اس طرح لنگڑاتا ہوا چل رہا تھا جیسے پیر میں شدید ترین تکلیف ہو بغل میں ایک گٹھری تھی جس میں شاید وہ کپڑے تھے جنہیں کچھ دیر قبل پہنے ہوئے تھا۔

ایک لیٹر بکس کے سامنے سڑک کی دوسری طرف اس نے ڈیرہ ڈال دیا۔۔۔ رات بھیگتی جا رہی تھی۔ ایک بجے تک سڑک سنسان ہوگئی عمران ایک عمارت کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ وہ تنہا نہیں تھا دونوں طرف فٹ پاتھوں پر کئی بے خانماں پڑے سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد عمران بھی لیٹ گیا لیکن اس کی نظر لیٹر بکس ہی پر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کہیں کے گھڑیال نے چار بجائے

عمران نے اپنی رانوں میں زور زور سے چٹکیاں لے کر نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ نہ جانے کیوں یہاں اس فٹ پاتھ پر اسے گھر سے زیادہ آرام مل رہا تھا۔ آرام اور نیند میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔۔۔۔ نیند آتی رہی اور وہ اسے اپنے ذہن سے جھٹک دینے کی

کوشش کرتا رہا۔

یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔۔۔۔ وہ اس وقت بڑبڑایا جب اجالا پھوٹنے لگا رات بھر لیٹر بکس کے قریب کوئی سایہ تک نظر نہیں آیا تھا۔

اب وہ اس پیکر کا انتظار کرنے لگا جو ڈاک نکال کر لے جاتا اس نے سوچا ممکن ہے۔۔۔ وہ پیکر بھی اس گروہ کا کوئی آدمی ہو مگر یہ بات قرین قیاس نہیں تھی ضروری نہیں کہ ایک ہی آدمی ہمیشہ ڈاک نکالتا رہے لہذا یہ طریقہ تو اختیار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ پھر دھوپ بھی پھیلنے لگی۔ عمران جہاں تھا وہیں رہا۔

تقریباً سات بجے ایک آدمی ڈاک نکالنے کے لئے لیٹر بکس کا قفل کھولنے لگا۔ عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے خطوط نکالے ان میں سرخ رنگ کا وہ پیکٹ موجود تھا۔ نہ جانے کیوں پکر نے اسے اٹھا کر دور سڑک پر پھینک دیا۔

لیٹر بکس کے قریب والی پان کی دوکان کے مالک اپنی دوکان کھولنے جا رہا تھا۔ اس نے پیکر سے پوچھا۔ کیوں چاچا۔ کیا پھینک دیا۔

ارے لالہ۔۔۔ وہی پیکٹ نہ جانے کون حرامزادہ مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ پان والا اپنا

کام روک کر پیکٹ کی طرف جھپٹا اور پھر اسے وہاں سے اٹھا کر واپس آیا۔ وہ اسے چاک کرتا ہوا کہہ رہا تھا پچھلی بار والے پیکٹ سے دو تین بڑی مزیدار تصویریں نکلی تھیں۔

اس نے پیکٹ کو کھول ڈالا مگر دوسرے ہی لمحہ میں بولا۔ دھت تیری کی یہ تو پرانا اخبار ہے۔ اور پھر اس نے اخبار نکال کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور لفافے کے پرزے اڑا دیئے۔ عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی اور وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا وہ سوچنے لگا۔۔۔۔۔ ان دونوں کی گفتگو سے یہی ظاہر ہوا تھا جیسے اس سے پہلے بھی وہ اسی قسم کے پیکٹوں سے دوچار ہو چکے ہیں۔ خصوصاً پیکر کا رویہ۔۔۔۔۔۔ اس نے جھلاہٹ ہی میں اسے دور پھینک دیا تھا۔ گویا اس سے پہلے بھی پرانے اخبار ہی کی طرح کی فضول چیزیں پیکٹوں سے برآمد ہوتی رہی تھیں۔ یہ بھی تو ممکن نہیں تھا کہ کسی نے اصل پیکٹ

لیٹر بکس سے نکال کر اس کی جگہ دوسرا ڈال دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا بھی تو عمران کو کیوں نہ خبر ہوئی کیونکہ وہ رات بھر لیٹر بکس کی نگرانی کرتا رہا تھا۔ عمران الجھن میں پڑ گیا آخر اس پیکٹ میں ردی اخبار ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

عمران وہاں سے اٹھ کر دوسرے فٹ پاتھ پر چلا آیا۔ اسی پان والے سے دو سگریٹ خریدے۔ ایک سلگا لیا اور دوسرے کو کان پر رکھ کر نیچے پڑا ہوا اخبار اٹھانے لگا۔

اخبار کو اٹھا کر وہ وہاں سے چل پڑا۔۔۔۔ وہ سوچنے لگا کیا زیبا نے اسے الو بنایا تھا مگر وہ تو ابھی حال ہی میں اس بات سے واقف ہوئی تھی کہ کوئی اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا ہے۔۔۔۔ ڈاک نکالنے والے پیکر اور پان والے کی گفتگو کا ماحصل اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا تھا کہ اس قسم کے پیکٹ ہمیشہ لیٹر بکس میں ملتے رہے ہیں اور ان میں سے فضول چیزیں ہی برآمد ہوتی رہی ہیں۔ یہ مسلہ چکرا دینے والا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے غسل کیا اور لباس تبدیل کرنے کے بعد ناشتے کے لئے غل غپاڑہ مچانے لگا۔ اس کی دوست روشی اب اس کے ساتھ نہیں رہتی تھی۔۔۔ سارا کام اس کا نوکر سلیمان ہی سنبھالے ہوئے تھا۔

ناشتہ کر چکنے کے بعد عمران نے وہی اخبار میز پر پھیلا دیا جو اس پیکٹ سے نکالا تھا۔ پچھلی تاریخوں کا اخبار تھا۔ ایک جگہ حاشیے پر اسے نیلے روشنائی کی تحریر نظر آئی۔۔۔ مگر یہ کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ کچھ رقمیں جوڑی اور گھٹائی گئی تھیں۔ اکثر لوگ اخبار کے حاشیوں پر اس قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں پھر اسے کچھ دستخط نظر آئے اور عمران بے ساختہ جھک کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ پھر یک بیک کرسی سے اچھل پڑا۔

جولیا نافٹر واٹر وہ خط دیکھ کر سراسیمہ ہوگئی۔ حالانکہ ایکس ٹو نے پہلے ہی اس کی پیشگوئی کر دی تھی۔۔۔۔ خط کسی نامعلوم آدمی کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔۔ تحریر ٹائپ میں تھی۔۔۔۔۔ اس میں جولیا سے کہا گیا تھا کہ وہ ہر ہفتہ سات سو روپے ادا کرے ورنہ اس کی وہ تحریر پولیس کے حوالے کر دی جائے گی۔ جو اس نے ایک نوزائیدہ بچے کی لاش کے سلسلے میں دی تھی۔۔۔ رقم پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے پتہ پر بھیجنی چاہئے اور بہتیری دھمکیاں تھیں۔۔۔۔۔۔۔ آخر میں کہا گیا تھا کہ وہ یہ رقم ادا کر سکتی ہے کیونکہ اگر وہ چاہے تو اعلیٰ طبقے کے لوگوں کو بہ آسانی پھانس سکتی ہے بہر حال لب لباب یہ تھا کہ اگر وہ جائز طریقوں سے رقم حاصل نہیں کر سکتی تو اسے اپنی جان بچانے کے لئے کوئی ناجائز طریقہ اختیار کرنا ہی پڑے گا۔

جولیا نے خط لکھنے والے کو بیشمار گالیاں دیں اور فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔۔۔ پھر اس نے کئی بار اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے پاس عادل پرویز کے متعلق بھی ایک اہم خبر تھی۔

دو بجے کے قریب خود ایکس ٹو کا فون آیا۔ جولیا اسے موصول ہونے والے خط کے متعلق بتا کر بولی۔ عادل پرویز کے متعلق سنیئے اب اس نے وہ بات بھی مجھے بتائی ہے جو پولیس کو بھی نہیں بتائی تھی وہ کہتا ہے کہ حقیقتاً ان دونوں نے فرار ہونے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ مگر عین وقت پر وہ پراسرار طور پر غائب ہوگئی۔۔۔۔ اس کا بیان ہے کہ وہ شادی کرنا چاہتے تھے مگر رابعہ کا باپ

اس رشتے کو پسند نہیں کرتا تھا وہ دونوں ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں

یعنی مسٹر ہارپر کے دفتر میں ایکس ٹو نے پوچھا۔

جی ہاں۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔ مگر یہ مرد بھی بڑے الو کے پٹھے ہوتے ہیں۔ عادل پرویز کو مجھ میں رابعہ کی جھلکیاں نظر آنے لگی ہیں وہ گھنٹوں میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے روتا رہا ہے۔۔۔ کہتا ہے کہ تم دن میں ایک بار اپنی صورت ضرور دکھا دیا کرو۔۔۔ ورنہ میں مرجاوں گا۔

جواب میں ایکس ٹو نے قہقہہ لگایا اور بولا عورتیں بھی ایسی ہی الو کی پٹھی ہوتی ہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے وہ آدمی کو بری طرح الو بناتی ہے۔۔۔۔۔ وہ ورڈ سورتھ ہو جاتا ہے، کیٹس ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ بائرن ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ میر ہو جاتا ہے۔۔۔ غالب ہو جاتا ہے۔۔۔۔ دفتر کے دفتر سیاہ کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ مگر مقصد۔۔۔۔۔۔ مقصد ان سب کا صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک بچے کا باپ بننا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ایک بحث طلب مسلہ ہے۔۔۔ مگر میرے پاس فی الحال وقت نہیں ہے۔۔۔ پھر کبھی سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

آپ بڑے کھر درے ہیں جولیا بولی۔

ہاں میں کھر درا ہوں۔۔۔۔ اس لئے ہر وقت خوش رہتا ہوں، مجھے کوئی غم نہیں ہے۔

جولیا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کہے۔۔۔۔ اور ایکس ٹو نے بھی سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔ نہ جانے کیوں جولیا اداس ہو گئی تھی۔

16

عمران زیبا سے پھر ملا۔۔۔ وہ دونوں ماہنامہ کمر لچکدار کے دفتر کے سامنے ہی ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے زیبا اسے دیکھ کر ہنس پڑی۔

میں آجکل دن رات تمہارے متعلق سوچا کرتی ہوں نہ جانے کیا بات ہے۔

سوچتی ہو گی کہ اس کی بدولت ضرور جیل نصیب ہو گی۔

ہونہہ۔ اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو تمہیں اتنا کچھ کبھی نہ بتاتی۔

مجھے ان ساری لڑکیوں سے ہمدردی ہے جو اس جال میں پھنس گئی ہیں عمران نے کہا۔

اچھا سچ بتانا پتلون کا کیا قصہ تھا۔۔

کچھ بھی نہیں مجھے عورتیں صرف اپنے لباس میں اچھی لگتی ہیں۔۔۔ اچھا آ ؤ چلو کہیں بیٹھیں گے۔

وہ کچھ دور تک پیدل چلتے رہے پھر ایک ریستوران میں جا بیٹھے۔

تمہارا خیال غلط ہے عمران اس سے کہہ رہا تھا میرا تعلق پولیس سے نہیں ہے لیکن میں اس گروہ کا قلع قمع کئے بغیر نہ مانوں گا۔

زیبا ہنسنے لگی بالکل اسی طرح جیسے کسی بچے کی لاف وگزاف پر ہنس رہی ہو عمران چڑ گیا۔

کیا تم مجھے الو سمجھتی ہو

نہیں تم نے حالات کا غلط اندازہ لگایا ہے۔۔۔ یہ گروہ بہت بڑا ہے اور ایک دوسرے کی خبر نہیں۔ جس کے سپرد جو کام کر دیا گیا وہ اسے آنکھیں بند کر کے انجام دیتا رہتا ہے۔ میری ہی مثال لے لو۔۔۔ میں منی آرڈر اور بیمے وصول کرتی ہوں اور انہیں ایک پیکٹ میں رکھ کر ایک مخصوص لیٹر بکس میں ڈال دیتی ہوں لیکن مجھے علم نہیں کہ وہ پیکٹ کس کے پاس پہنچتا ہے کیونکہ اس پر نہ تو کسی کا پتہ لکھا جاتا ہے اور نہ ٹکٹ لگائے جاتے ہیں

کل والے پیکٹ میں کیا تھا۔ نوٹ تھے۔۔۔

کیا وہ ہمیشہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔

ہاں ہدایت یہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا کل پیکٹ تمہارے ہاتھ سے پہلی بار گرا تھا یا اکثر اس طرح گر جاتا ہے

اوہو زیبا چونک کر عمران کو گھورنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی۔ تو تم میرا تعاقب کر رہے تھے۔۔۔ خیر مجھے اس سے بحث نہیں البتہ پیکٹ کے گرنے کا معاملہ عجیب ہے وہ ہمیشہ کہیں نہ کہیں میرے ہاتھ سے گرتا ضرور ہے شروع سے دیکھتی آ رہی ہوں اور اس کے مطابق ہدایت یہ ہے کہ میں اسے لیٹر بکس میں ڈالنے کے لئے علانیہ طور پر لے جاؤں

اور وہ پیکٹ کسی بھیڑ ہی میں پھنس کر گرتا ہوگا۔

ہاں یہی ہوتا ہے۔۔ لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو

کچھ نہیں یونہی۔۔۔۔ خیر ہٹاؤ۔۔۔۔۔۔۔ دیکھو تم اس شلوار اور جمپر میں کتنی اچھی لگتی ہو پھر وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے اور عمران تھوڑی دیر بعد وہاں سے اٹھ گیا۔

17

مقتولہ رابعہ کا باپ بہت پریشان تھا۔۔۔ پولیس نے اتنے دنوں میں اسے تنگ کردیا تھا۔۔۔ دوسری طرف عادل پرویز اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ اسی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ خود منیجر۔۔۔۔۔۔۔ کاروبار مسٹر ہارپر کا تھا۔۔۔ یہ فرم بڑے پیمانے پر ایکسپورٹ اور امپورٹ کا کام کرتی تھی۔

رابعہ کا باپ کمزور دل کا آدمی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ عادل پرویز اٹھتے بیٹھتے اسے دھمکیاں دیتا رہتا۔۔۔ اسے ڈراتا اور سہاتا تا۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر تنگ آکر آج اس نے تہیہ کرلیا تھا کہ کم از کم عادل پرویز کو اس فرم سے نکلوا ہی دے گا۔۔۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے رات کو مسٹر ہارپر کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ ہارپر آجکل اس پر بہت مہربان تھا کارڈ ملتے ہی اس نے اسے اندر بلوالیا۔۔۔ ہارپر ایک اچھے تن وتوش کا آدمی تھا۔ عمر زیادہ نہیں تھی جوان ہی معلوم ہوتا تھا۔ ایک دیسی عیسائی تھا۔

عادل پرویز میرے لئے بہت تکلیف دہ ہوگیا ہے جناب۔۔ اس نے کہا۔

کیوں کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ عادل پرویز۔۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تمہاری لڑکی کے سلسلے میں، میں نے اس کا نام بھی سنا تھا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔۔ میں بڑا بدنصیب ہوں لڑکی جان سے گئی۔ میں بدنام ہوگیا۔۔۔ اور اب

مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دیتا ہے۔

وہ کیا قصہ ہے، سنا ہے تمہاری بیگم اسے اپنی لڑکی کی لاش تسلیم نہیں کرتیں۔۔۔ ہارپر نے پوچھا۔

جی ہاں اور مجھے بھی شبہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ میری لڑکی کی لاش ہی نہیں تھی کسی نے اسے میری لڑکی کی لاش ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔

ایسا کون ہوسکتا ہے جسے تمہارے لڑکی کا وہ لباس مل سکے جو پہنے ہوئی تھی۔ ہارپر نے حیرت سے کہا۔

اس کے باپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ہارپر ہی نے تھوڑی دیر بعد کہا کیا وہ عادل پرویز نہیں ہوسکتا۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ دونوں شادی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن تم اس کے خلاف تھے

جی ہاں یہ درست ہے میں یہ رشتہ پسند نہیں کرتا تھا۔۔ آپ سے کیا پردہ۔

اچھا تم اسے ایک ماہ کا نوٹس دے کر برطرف کر سکتے ہو اس کے بعد میں اس کے خلاف انکوائری کروں گا۔۔ تم مطمئن رہو۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر اس میں اس کا ہاتھ ہے تو خاطر خواہ سزا ملے گی۔۔۔ بس یا اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔

بس اتنا ہی آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں عادل پرویز کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔

اور کوئی بات۔۔۔

جی نہیں۔۔۔۔۔۔ اب آپ آرام فرمائیں۔۔۔ رابعہ کا باپ اٹھ کر کمرے سے چلا گیا۔ ہار پر نے سگریٹ کے ڈبے سے ایک سگریٹ نکالا۔۔ اور اسے ہونٹوں میں دبا کر شاید سلگانا بھول گیا۔ وہ خیالات میں ڈوبا ہوا کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر کھڑکی پر پڑی جہاں ایک سیاہ رنگ کا ہاتھ اندر کی طرف رینگتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ ہار پر ٹہلتے ٹہلتے رک گیا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک سرتا پا سیاہ آدمی کمرے میں آ کودا۔۔ اس کا چہرہ بھی سیاہ تھا لیکن خدوخال ندارد۔۔۔۔۔ صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔۔۔۔ اس کے ہاتھ میں عجیب وضع کا ریوالور تھا۔

ہار پر بڑے پرسکون انداز میں کھڑا رہا اس کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔۔ دونوں خاموش تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان میں سے کوئی بھی بولنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہو مسٹر ہار پر۔۔۔ سیاہ فام آدمی نے کہا۔

نہیں مجھے تمہارے مقدر پر ہنسی آ رہی ہے۔۔۔ ہار پر نے پرسکون لہجے میں کہا۔ کیونکہ تم جس آسانی سے یہاں آئے ہو اسی طرح واپسی نہ ہو گی۔

میں واپس جانے کے لئے نہیں آیا۔۔ سیاہ فام نے لاپرواہی سے کہا۔

خیر ہار پر بولا اب مقصد کی طرف آ جاؤ۔۔۔۔ کیا تمہیں اپنی تجوری کی کنجیاں دوں

ہم انیسویں صدی میں نہیں ہیں مسٹر ہار پر۔ سیاہ فام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

یہ انیسویں صدی کے کسی لٹیرے کا بہروپ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور آجکل کوئی آدمی بھی گھر میں بڑی رقمیں نہیں رکھتا۔

پھر کیا تم مجھے بھیروں سنانے آئے ہو۔

ہوسکتا ہے بھیروں ہی کا وقت آ جائے

ہارپر پھر خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا۔

تم ابھی عادل پرویز کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے۔۔ سیاہ فام نے پوچھا۔

اچھا تو تم عادل پرویز ہو۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں پہلے کیوں نہ پہچان سکا ہارپر نے مسکرا کر کہا۔

میں کوئی بھی ہوں اس سے تمہیں کیا۔۔۔۔۔۔ یہ معلوم کرکے تم نہ فائدے میں رہو گے اور نہ نقصان میں۔

شٹ اپ دفعتاً ہارپر بہت زور سے چیخا۔۔۔ میں بدتمیزوں کو کبھی معاف نہں کرتا۔۔۔ اپنی حیثیت کو نہ بھولو۔۔

اور میں تمہیں ایک دوسری نصیحت کروں گا۔۔۔ سیاہ فام نے آہستہ سے کہا۔

بیکار حلق نہ پھاڑو۔۔۔۔۔۔ کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔۔۔ ویسے بھی غل غپاڑہ سن کر مجھے احتلاج ہونے لگتا ہے دل بہت کمزور ہے اسی لئے ریوالور بھی بغیر آواز کا رکھتا ہوں

کیوں میری مدد کے لئے کیوں نہ آئے گا

سنتھیلک گیس کے صرف تین غبارے ان کے لئے کافی ہوئے ہیں انہیں گھنٹوں ہوش نہیں آئے گا۔۔۔ سمجھے اور اب تم میرے بے آواز ریوالور کے رحم و کرم پر ہو۔

تم کیا چاہتے ہو

رابعہ کی واپسی۔۔

کیا بکواس ہے تم کس رابعہ کی بات کر رہے ہو۔

عادل پرویز کی محبوبہ کی بات ہے۔۔۔ ڈیئر مسٹر ہارپر۔۔۔

میں اسے کیا جانوں۔۔

آہا اتنے بھولے نہ بنو۔۔۔۔۔ کیا تم نے اس وقت اسے اپنے آدمیوں سے نہیں اٹھوالیا تھا جب زینے سے تھوڑے ہی فاصلے پر عادل پرویز کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ کیا تم عرصہ سے اس پر نظر نہیں رکھتے تھے۔۔۔ کیا وہ اکثر تم سے بھی نہیں ملتی رہتی تھی۔۔۔۔ میرے پاس واضح ثبوت ہے۔۔۔

ہار پر کچھ نہ بولا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

اور ناہید اور شیلا کا پتہ بھی تم ہی سے پوچھوں گا۔

تم کون ہو۔۔۔۔۔۔۔ ہار پر کی زبان سے بیساختہ نکلا۔

میں ان سب لڑکیوں کی موت کا ذمہ دار تمہیں ٹھہراتا ہوں۔ جن کی بگڑی ہوئی لاشیں شہر میں اب تک مل چکی ہیں۔

تم کون ہو۔۔۔ ہار پر نے پھر وہی سوال دہرایا۔

میں تمہیں الزام دیتا ہوں کہ تم بیشمار شریف لڑکیوں سے پیشہ کراتے ہو۔

تم بکواس کر رہے ہو ہار پر نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ ثبوت مہیا کئے بغیر چلا آتا۔۔۔۔ ویسے میرے پاس ایک اقرار نامہ بھی تیار ہے جس پر تمہیں اپنے دستخط کرنے پڑیں گے۔۔۔

کیوں

کیونکہ تمہیں ایک ایسی بھی رقم ملتی ہے جس پر انکم ٹیکس نہیں ادا کرنا پڑتا۔۔۔ ہر ہفتہ تم ہزاروں روپے کماتے ہو۔۔۔ اسمیں میرا بھی حصہ ہونا چاہیئے۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔ تم جو کچھ بھی بک رہے ہو اس کے لئے تمہارے پاس کوئی ثبوت بھی ہے۔

ایک نہیں درجنوں ثبوت ہیں۔۔۔۔۔۔۔ میں رابعہ۔۔۔۔۔۔ ناہید۔۔۔۔ اور شیلا کو اسی عمارت سے برآمد کر سکتا ہوں کیا سمجھے۔۔۔۔ شیلا اور ناہید کو بھی تم ختم کر دیتے مگر فی الحال تم مزید لاشیں سامنے نہیں لانا چاہتے تھے۔ کیوں۔۔۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں

تم جھک مار رہے ہو ہار پر غرایا جن لڑکیوں کے تم نام لے رہے ہو میں نے آج تک ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھیں۔۔ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ۔

وہ لڑکیاں تمہاری کوٹھی ہی سے برآمد کی جاسکتی ہیں

تم نے میرے آدمیوں کو بے ہوش کر دیا ہے یہ تمہارا ہی بیان ہے ایسی صورت میں تین کیا تین ہزار لڑکیاں یہاں داخل ہو سکتی ہیں۔۔۔

تو گویا میں تمہیں خواہ مخواہ پھانسنے کی کوشش کر رہا ہوں سیاہ فام آدمی ہنسا۔

یقیناً۔۔۔۔ پتہ نہیں تم کون ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور مجھ سے کیوں پرخاش رکھتے ہیں

پرخاش ارے۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو مسٹر ہارپر میں تو تم سے بڑی محبت کرتا ہوں زیادہ نہیں صرف تیس ہزار روپیہ ماہانہ پر کام چل سکتا ہے جب اکتیس دن کا مہنیہ ہو تو اکتیس ہزار۔۔۔۔۔ فروری جب اٹھائیس دن کا ہو تو بتیس ہزار۔۔۔۔ انتیس کا ہو تو۔۔۔ چالیس ہزار۔۔۔ شاباش۔۔۔۔ تو پھر میں نکالوں نا اقرار نامہ۔

شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے

ہاں دماغ کی خرابی ہی تو تھی جس کی بناء پر مجھے پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کی معلومات حاصل ہوئیں زیبا سے ملاقات ہوئی میں نے وہ سرخ پیکٹ بھی دیکھے جو زیبا گیرال اسٹریٹ کے لیٹر بکس میں ڈالا کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر ان پیکٹوں سے ردی کاغذ بھی برآمد ہوتے دیکھے۔۔۔۔۔۔۔۔ تم کس صفائی سے نوٹوں والا پیکٹ اڑا لیتے ہو۔۔۔۔۔ یہ بھی دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی لئے تم نے ایک مخصوص رنگ کے پیکٹ میں نوٹ رکھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ وہ پیکٹ ہاتھ میں لے کر چلتی ہے تم چند آدمیوں کو ایک بھیڑ لئے ہوئے اس سے ٹکراتے ہو اس کے ہاتھ والا پیکٹ غائب ہوتا ہے اور تم ویسا ہی ایک دوسرا پیکٹ اس طرح گرا

دیتے ہو کہ وہ اسے اپنا ہی پیکٹ سمجھتی ہے کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں

ہارپر کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے کہا۔

تیس ہزار بہت ہیں۔۔۔۔

اس سے کم پر میں قیامت تک نہیں تیار ہوں گا۔

وہ سوچنے لگا۔ آخر اس نے کہا اقرار نامہ نکالو۔۔۔ مگر تیس ہزار بہر ہیں کچھ کم کرو۔۔

دس پانچ کم کر لو۔۔۔ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے تمہیں شرم آنی چاہیئے اتنا کام پھر بھی تیس ہزار ماہانہ پر جان نکلتی ہے۔۔ میرے اخراجات بہت وسیع ہیں۔ فقت دو چار ہزار کم کر دیتا ہوں۔۔ یہ لو۔۔۔ یہ رہا اقرار نامہ اسے اچھی طرح پڑھ لو تا کہ تمہیں کوئی شکایت پیدا نہ ہو۔ اور ہمارے تعلقات خوشگوار رہیں۔

وہ اقرار نامہ اس کے ہاتھ سے لے کر پڑھنے لگا۔۔ یہ شاید اس کی سیاہ کاریوں کی پوری داستان تھی کینو کہ آہستہ آہستہ اس کی رنگت پھیکی پڑتی جا رہی تھی اور وہ بار بار اپنے ہونٹو پر زبان پھیر رہا تھا۔

تم بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ میرے ساتھ مل کر کام کرو۔۔ بہت فائدہ ہوگا۔ اس نے کہا۔

میں مفت کی روٹیاں توڑنے کا عادی ہوں کام مجھ سے نہیں ہوسکتا جب تیس ہزار گھر بیٹھے ملیں گے تو مزید کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تم فی الحال ایک کام کرو۔ اس کے لیئے میں تمہیں پچاس ہزار دوں گا۔

ٹھیک ہے بتاؤ۔ ممکن ہے میں وہ کسی نہ کسی طرح کر ہی ڈالوں مگر آدھی رقم کام سے پہلے اور آدھی بعد میں۔ ٹھیک ہے۔ کام یہ ہے کہ ان تینوں لڑکیوں کو ٹھکانے لگا دو آج کل میرے ستارے گردش میں ہیں اس لیئے میں یہ کام خود نہیں انجام دینا چاہتا۔

یہ کام تو میں خود نہیں کرسکتا لیکن میرے پاس ایسے آدمی ضرور ہیں جو یہ کام انجام دے سکتے ہیں اور وہ کم از کم دس ہزار کا مطالبہ کریں گے۔ اس لیئے پچاس ہزار کم ہیں ہاں ساٹھ ہزار تک طے ہوسکتا ہے۔

ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ۔

اس پر دستخط کر دو۔

میرے پاس قلم نہیں ہے۔

میرے پاس ہے قلم۔ سیاہ پوش نے قلم نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا،

ہار پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا،

ا ہا۔ سیاہ پوش بولا۔ نہیں دوست۔۔۔ میں وہ دستخط چاہتا ہوں جو تم اپنے چیکوں پر کرتے ہو کاروباری کاغز پر کرتے ہو۔ جو اس ہفتے والے پیکٹ کے پرانے اخبار پر تھے۔ انہیں دستخط کی بناء پر ہی تو میں تم تک پہنچا ہوں اور ہاں آئندہ کے لیئے نصیحت پکڑو۔ اپنے دستخط ادھر ادھر نہ بنایا کرو اگر اس اخبار پر تمہارے دستخط نہ ملتے تو میں قیامت تک تمہیں نہ پا سکتا۔

تم واقعی بہت چالاک ہو۔ تم سے چالاکی نہ چل سکے گی۔ ہار پر ہنس کر بولا۔ اور اپنے وہی دستخط بنا دیئے جو سیاہ پوش چاہتا تھا پھر بڑے خلوص سے کہا۔ اب تو اپنی شکل دکھا دو۔

کیا ان سینکڑوں لڑکیوں نے تمہاری شکل دیکھی ہے جنہیں تم بلیک میل کرتے ہو۔ آج سے میں تمہین بلیک میل کروں گا۔ اور تم زندگی بھر پتہ نہ لگا سکو گے کہ میں کون ہوں سیاہ پوش اس کے پیچھے کھڑا تھا جیسے ہی وہ اقرار نامے کو میز سے اٹھانے کے لیئے جھکا ہر پر نے اچھل کر

اسکے چہرے پر اپنا سر مار دیا۔ سیاہ پوش اس غیر متوقع حملے کے لیئے تیار نہیں تھا وہ کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا چوٹ شاید اس کی ناک پر لگی تھی۔ پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ قبل اس کے کہ وہ اٹھ سکتا ہار پر نے جھپٹ کر پستول اٹھا لیا نال سیاہ پوش کی طرف اٹھی اور ٹریگر دبا دیا۔ لیکن اس میں سے گولی کی بجائے پانی کی دھار نکلی۔۔

۔ دوسری طرف سیاہ پوش نے قہقہہ لگایا پھر اگر وہ ایک طرف ہٹ نہ گیا ہوتا تو پستول اس کی پیشانی پر پڑتا یہ وار بھی خالی جاتے دیکھ کر پار پر بھاگ نکلا۔۔ سیاہ پوش اس کے پیچھے جھپٹا لیکن وہ میز پر سے اقرار نامہ اٹھانا نہیں بھولا تھا

ہار پر کوٹھی سے باہر نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی شاید سیاہ پوش نے اس کا انتظام پہلے ہی کر رکھا تھا۔۔ اس نے ہار پر کو ایک کمرے میں گھد تے دیکھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔ لیکن کمرہ خالی تھا ہار پر کہیں نظر نہیں ایا دوسری طرف کوئی دروازہ نہیں تھا سیاہ پوش نے معنی خیز انداز میں سر ہلایا ایسے معلوم ہوا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ ۔۔ پھر وہ اس گول میز کی طرف جھپٹا جو کمرے کے وسط میں پچھی ہوئی تھی اس کا اوپری حصہ اٹھا کر وہ ہاتھوں میں گھمانے لگا اچانک ایک کھٹا کا سنائی دیا اور کمرے کے فرش میں ایک جگہ ایک چھوٹی جگہ پیدا ہو گئی اتنی چھوٹی کہ ایک ہی آدمی اس سے گزر سکتا تھا۔۔ سیاہ پوش بڑی تیزی سے اس میں اتر گیا۔ جیسے ہی وہ آخری زینے پر پہنچا اوپر کی خلا ایک آواز کے ساتھ بند ہو گئی۔

وہ ایک تہہ خانے میں تھا۔ لیکن یہاں کافی روشنی تھی اور گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ وہ اسی طرح بنایا گیا تھا۔ مگر تہہ خانے کے اس حصے میں سناٹا تھا۔۔ یہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ سیاہ پوش آگے بڑھا۔ اور دروازے سے گزر کر دوسرے کمرے میں جا پہنچا۔۔ یہاں تین لڑکیاں تھیں اور چوتھا ہار پر تھا سیاہ پوش کو دیکھ کر اس کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی۔ اور وہ اس پر الٹ پڑا۔ مگر سیاہ پوش نے پھرتی دکھائی اور اور ایک طرف ہٹ گیا اور ہار پر دیوار سے ٹکرایا۔ تینوں لڑکیاں کھڑی ہو گئیں۔ ان کے پیروں میں زنجیریں تھیں۔ ۔ وہ ایک قدم سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتی تھیں۔

ہار پر پھر پلتا لیکن اس بار سیاہ پوش کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور لڑکیاں بے تھاشہ ہنسنے لگیں۔ ہار پر گالیا بکتا ہوا فرش سے اٹھ رہا تھا۔۔

کیوں کو امخواہ جان دے رہے ہو۔ سیاہ پوش ہنس کر بولا۔ ابھی اتنے دن تو جیو کہ لوگ تمہاری پھانسی کی خبر سن سکیں۔

ہار پر اٹھ کر چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور ہونٹ خشک تھے۔

چالیس ہزار مہانہ۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

اب تم نے عقلمندی کی بات کی ہے۔ سیاہ پوش ہنس کر بولا۔ اچھا ان لڑکیوں کی بیڑیاں کھول دو۔

تم کیا کرو گے؟

میں انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا لیکن ساٹھ ہزار۔

دے دوں گا۔ ہارپر نے کہا اور اپنی جیب تول کر ایک کنجی نکالی دوسرے ہی لمحے وہ جھک کر ان کی بیڑیاں کھول رہا تھا۔ لڑکیاں آزاد ہوگئیں

اب تم چپ چاپ ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ۔

کیوں؟

لڑکیوں سے تمہیں جوتے کھلواؤں گا۔ سیاہ پوش نے زہریلے لہجے میں کہا۔

لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں اور ہارپر چیخا تم ایسا نہیں کر سکتے۔

ضرور کروں گا میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں

ہارپر ایک بار پھر اس پر جھپٹ پڑا۔ مگر اس دفعہ سیاہ پوش نے اسے اپنے سر سے بلند کر کے اس زور سے فرش پر پٹخ دیا کہ ہارپر کی چیخیں نکل گئیں۔ اب کی بار ہارپر میں اٹھنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی۔۔۔۔ وہ فرش پر پڑے پڑے ہی مغلظات اڑا رہا تھا

کیوں لڑکیوں سیاہ پوش بولا۔ کیا تم اس پر جوتے نہیں برساؤ گی؟

نہیں ہم اس کمینے کی بے بسی سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ شیلا نے کہا۔

واقعی تم شریف ہو۔۔۔ اپنا سب کچھ کھو چکنے کے بعد بھی تم نے کچھ نہیں کھویا۔ سیاہ پوش نے کہا پھر رابعہ کی طرف دیکھا جو ان دونوں سے کئی زیادہ حسین تھی۔

تم اس کے ہاتھ کیسے لگی تھیں؟ سیاہ پوش نے پوچھا۔

اس نے مجھے زبردستی پکڑوا لیا تھا۔ رابعہ نے مردہ سی آواز میں کہا۔

کیا اسے معلوم تھا کہ تم عادل پرویز کے ساتھ فرار ہونے والی ہو۔

رابعہ نے اسکا جواب فورا نہیں دیا اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے۔ سیاہ پوش کے دوبارہ استفسار پر اس نے کہا۔ وہ مجھ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ میں اس سے لو میرج کر لوں

لیکن میں تیار نہیں ہوئی۔ اس نے کسی طرح پر پتہ لگوا لیا کہ عادل میرا دوست ہے

ہوں اور ناہید تم نے اسے کس طرح اطلاع دی تھی کہ شہلا دانش منزل میں ایک جاسوس کے چکر میں پڑ گئی ہے۔ ناہید رونے لگی بڑی مشکل سے اس کے حلق سے آواز نکلی۔

میں نے کیفے اٹالینو کے مینیجر کو فون کیا تھا۔

ہوں تو وہ بھی اسی کا آدمی ہے۔۔ خیر اب باہر چلو۔

کیا آپ وہی ہیں؟ شیلا نے پوچھا۔ جو اس رات مجھے ملے تھے دانش منزل والے۔۔۔؟

نہیں۔۔۔ وہ آدمی تو ایک عام شہری ہے۔ اس نے ہمارے محکمے کو اطلع دی تھی۔

(18)

دوسرے دن اخبارات کا انداز چیخنے کا سا تھا۔ پولیس کی غفلت اور محکمہ سراغرسانی کی غفلت کو جی بھر کے اچھالا گیا تھا اخبارات کو اس کا علم نجانے کیسے ہو گیا کہ یہ کیس

سیکرٹ سروس والوں کی طرف سے محکمہ سراغرسانی کو سونپا گیا تھا محکمہ سرواغرسانی کے کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹیں قابل دید تھیں۔ وہ صبح سے افسران بالا کے سامنے قلابازیاں کھا رہا تھا۔۔۔ اور سیکرٹ سروس والوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا۔ جنہوں نے اس چیز کی تشہیر کرادی تھی کہ یہ کیس انہوں نے محکمہ سروغرسانے کو دیا ہے۔

شام کو عمران زیبا سے ملا۔۔ وہ آفس سے نکل رہی تھی۔ عمران کو دیکھتے ہی اس کی طرف آ گئی۔

معاف کیجیے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ عمران نے بیرخی سے کہا۔

ارے۔۔ مجھے نہیں پہچانا اب میرے بھی ہتھکڑیاں لگوانے آئے ہو کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے؟

نہیں میرا تعلق کسی سے بھی نہیں ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ گروہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ ہو گیا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ پتلون پہننا چھوڑ دو گی۔ تم نے چھوڑ دیا اب میں کہتا ہوں کہ تم شرافت سے زندگی بسر کرو گی۔۔۔ یہ بھی تمہیں کرنا پڑے گا۔

زیبا کچھ نہ بولی وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

ا ج میں نے ایک کہانی لکھی ہے حاتم کی خالا کیا تمہارے رسالے میں چھپ جائے گی؟

تم دوسروں کو الو کیوں بناتے ہو؟

پھر کیا بناؤں۔ الو کے علاوہ اور کوئی رندہ مجھے پسند نہیں۔

تم آ کر ہو کیا بلا؟

ایک بگڑا ہوا رئیس۔ لیکن تم میرے متعلق کسی سے کچھ نہیں کہو گی اور نہ تمہیں بھی حماقت میں حاضر ہونا پڑے گا اور پھر تم باعزت طور پر زندگی نہ بسر کر سکو گی اس دفتر سے الگ ہو جاؤ گی اور پھر کوئی دوسرا ادارہ بھی تمہیں لینے پر تیار نہ ہوگا۔

میں سمجھتی ہوں میں کبھی کسی سے تزکرہ نہیں کروں گی۔ زیبا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عمران ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔

اس نے گھر واپس آ کر جولیا کو فون کیا۔

ہیلو۔ دوری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔ ا پ نے اکیلے ہی یہ مہم سر کر ڈالی؟

ہاں یہ موقع ہی ایسا تھا۔

مجھے اس کے متعلق بتائیے؟

عمران نے اسے بتایا کہ وہ ہار پر تک کیسے پہنچا۔۔ اس سلسے میں اسے یہ کہانی شروع سے چھیڑنی پڑی۔ کس طرح وہ لڑکیوں کے جزیرے میں پہنچا تھا۔ کس طرح ناہید اور شیلا ملیں اور اس کے بعد ہی سے کڑیا ملتی چلی گئیں۔ پھر بات زیبا سے گزرتی ہوئی اس پرانے اکبار تک پہنچی جس پر ہار پر کے دستخط ملے تھے۔ ہار پر صاف پڑھا جا سکتا تھا۔ اس نے ہار پر کے بینکوں میں تفتیش کی اور بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اخبار پر ہار پر ہی کے دستخط تھے

اب میں نے ہار پر کے متعلق تفتیش شروع کی۔ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ہار پر بھی اس میں یقیناً ملوث ہے۔ مگر اس وقت تک مجھے یقین نہیں تھا کہ ہار پر اس گروہ کا سرغنہ ہوگا۔ میں نے کائی راتیں اس کی کوٹھی میں برباد کیں۔ اسی دوران میں مجھے تہہ خانے کا سواغ مل گیا جس میں تینوں لڑکیاں قید تھیں لیکن میں ل اب بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا تھ کہ ہار پر ہی سرغنہ ہے ویسے شبہ ضرور تھا۔ لہزا اس شعبے کی تصدیق کرنے کے لیئے مجھے بھی ایک بمعاش کا روپ دھارنا پڑا۔۔۔ بہرحال اس نے مجھے بھی اپنی ہی برادری کا کوئی آدمی سمجھ کر سب کچھ اگل دیا۔۔۔ اسے یقین آ گیا تھا کہ

میں اسے صرف بلیک میل کرنا چاہتا ہوں بہرحال اس کے اعتراف کرتے ہی میں نے اقبال جرم کے مسودے پر اس کے دستخط لیئے۔

یہ کیس پولیس یا محکمہ سراغرسانی کے بس کا نہیں تھا۔ جولیا کی آواز آئی۔

اخباروں میں اچھی دھجیاں اڑائی ہیں۔

پتہ نہیں انہیں کیسے علم ہوگیا کہ یہ کیس میرے محکمے نے ان کے سپرد کیا ہے۔ عمران نے کہا۔

یہ اطلاع میں نے بہم پہنچائی تھی۔ جولیا نے فخریہ انداز میں کہا۔

جولیا۔ عرمان کا لہجہ سخت ہوگیا۔ تم آ ئندہ ایسا نہیں کروگی۔

بہت اچھا جناب میں معافی چاہتی ہوں۔

میرے رائے لیئے بغیر کوئی کام نہ کرو۔

بہت بہتر۔۔۔ جناب۔

عمران نے سلسلہ منقطع کردیا۔

روشی دروازے میں کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

کون تھء؟ اس نے پوچھا۔

:خالاسوسان۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ ان کی بکری نے بچہ دیا ہے۔۔۔ مجھ سے زچہ و بچہ کے حق میں دعائیں وصول کررہی تھیں

تم جھک مارتے ہو۔ روشی بگڑ گئی۔ مجھے بتاؤ کہ یہ جولیا کون ہے؟

یہ بتانا بہت مشکل ہے۔ ویسے میں اس کے نواسے کا نام تمہیں بتا سکتا ہوں۔ اس کا نام ڈاکٹر اسٹیپلر تھا۔ مگر تم یہ سب پوچھ کر کروگی کیا؟

تم آوارہ عورتوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے سمجھے۔

اچھا تو کہیں سے کوئی شریف ہی لودو۔ عمران نے کہا۔۔ پھر بڑے زور سے دہاڑا ابے سلیمان کے بچے تو کیا سن رہا ہے؟

روشی نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اتنے میں عمران دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔ سلمان کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔۔۔

روشی بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے چلی گئی۔

اختتام---------------------- The End